

ڈرول فرستہ پر رکن داروں کا یک ورکار نامہ

جاسوک دُنیا کا ایک پیغمبَر اور بُلٹ ناول

کردار کبھی نہیں ملتے۔

وقت انہیں

ہُنڈلاتا ہے زمانہ

انہیں فراموش

کرتا ہے کرنل فریدی

اور جیسے بھی بن صنی کے ایسے ہی کردار ہیں جنہیں وقت کبھی گردآؤ نہیں کر سکتا

# سینما کے وابسی

ابن صفائی



رُنگ و بو

ڈرول فرستہ پر رکن داروں کا یک ورکار نامہ

جاسوک دُنیا کا ایک پیغمبَر اور بُلٹ ناول

کردار کبھی نہیں ملتے۔

وقت انہیں

ہُنڈلاتا ہے زمانہ

انہیں فراموش

کرتا ہے کرنل فریدی

اور جیسے بھی بن صنی کے ایسے ہی کردار ہیں جنہیں وقت کبھی گردآؤ نہیں کر سکتا

# سینما کے وابسی

نیلم تہاں نہیں تھی۔ اس نے فریدی کو مطلع کیا تھا کہ اس کے ساتھ اکابر اور رواجی بھی ہے جو حکیم دن تک اُسی کے ساتھ رہتا۔

کرے گی۔ تفصیل سے مطلع نہیں کیا تھا۔ ہر لمحہ اُسی کی موجودگی میں نیلم پھر زیادہ اپنی اس کی طرف متوجہ ہو چاہی تھی۔ وہ نیلم سے منتظر نہیں تھا۔

بس اس کا ”بابا“ کہنا کھل جاتا تھا اسے اور اتنے غلوٹ میں کے ”بابا“ کہتی تھی کہ اس اوقات دھرم بھی مخصوص کرنے لگتا تھا جیسے سچائی خوشی تھی۔

”بابا“ ہو چلا ہو۔ نین پنج کریارہ منت پڑھانے لیئے تھا۔

مسافروں کے اترتے اترتے سارے تین نجع گئے۔ نیلم پہت خوش تھی۔ لیکن حیدر کی عدم موجودگی جیسے شدت سے خوش تھی۔ اس کے ساتھ سورکرنے والی لاکی جسے وہ مہماں بناؤں لائی تھی صیفید قام ثابت ہوئی۔

”یہ ہیں میرے بابے جنمیں میں چاہتی ہوں۔“ نیلم نے تھاں پر کھانا ادا کیا تھا۔ اور انکل میں تھاں پر نہیں تھیں۔“

”خوبی ہوئی“ فریدی نے صاف کرتے ہوئے کہا تھا۔

”جسے حرمت ہے؟“ دکرانی تھی لیکن مسراہت میں فطراب کی اہمیت خوش بھرنی تھی۔

”مگر بات پر حرمت ہے تھیں۔“ نیلم نے سوال کیا۔

”انتے جوان باب کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔“

”مشرق حرستِ الگزبے یا نیلم ہنس کر بولی۔“ تھارا بھی جملہ ڈھر رہی ہوں۔“

”دینیتیا حرستِ الگزبے۔“ سہنے سئانی بات تھی۔

اب پریے کی بناء پر کبکی ہوں۔“

کارڈی میں سیختے وقت نیلم نے اور دو میں کہا۔ انکل میں بہت اُس سمجھوں باہم نہیں آئے۔

مشاید بیا بھی کی وجہ سے تھیں آیا۔“ فریدی بولا۔

نیلم ہنس پڑتی تھی۔

”میرا خیال ہے کہ وہ روز بروز جو چرے بھی ہوتے جا رہے ہیں۔“ اس نے کہا۔ ”میرے خطوطے جواب میں وہ کچھ یہی تکڑاتے رہتے ہیں۔“

”نیلم۔“ رواجی بھروسے نظر ہوتے بھی جو کبھی کہوں تھی؟“

میں نے خوسٹ شیر کی۔

”میں نے میری شاندی کی تھی؟“

”وہ قطعی نہیں۔“ میں نے تو بالکل تربیت پر جا کر اسے سے انکار کر دیا تھا۔

”اس نے پہنے ہی دیکھو یا تھا۔“ فریدی بولا۔

کسی اور درمرسے کے باقاعدے لگنے کی نیام پر ممکنے آدمی کی فکریں

کے نتھات کا اصلی حالت میں برقرار رہنا نہیں۔ اس لیے مزید چنان ہیں ضروری ہی تھی۔ وہ کارڈی کی طرف پڑت آیا۔ بڑی گزی سی کالی اس کے نہیں میں چکاری تھی۔ اب یعنی اس اشارت کے کارڈی پیورس لیگزز ڈالی پھر ایک سیلری پر دباؤ دالا ہی تھا کہ ایک زور دار دھماکا ہو جائے۔ کارڈی طوفانی رفتار سے پھے دوڑتی چل کر رجھی سدھائے

کے جھکے قے ایکسلری پر پیر کا دباؤ پر تھا دیا تھا۔ جلدی ہو شہ اگیا اور رہنے کا مطلب یہ ہو سکتا تھا کہ بر قیلانی بیڈی ہو گئی تھی۔

ایسا آئے دن ہوتا رہتا تھا۔ جی کبھی تو پر قیاظم کی خرابی بھی کی نہاد پر پورا شہری تاریکی میں دوب جاتا تھا۔ پھر دباؤ کے قریب میں ڈوب کیا تھا۔ پھر زیادہ بھی تیز اور غرفناک دھکائی دے رہی تھیں۔ کارڈی کا ابھی متھک تھا۔ اس نے پھر ایکسلری پر دباؤ

ڈالا اور روپاپی کے لیے کامی مونٹی۔ اب دہل مکھڑنا شفول کا دا۔ لیکن اس کے باد جو دبی اندھے سے دلخیلے ہے جانے کا امکان نہیں۔ کوئی بوجہ کے دروازے میں شیشے کے بھرے ہے تھے اور مطلع صفات ہونے کی نیام پر اتنا اندر صراحتی میں تھا کہ بوجہ کو باقاعدہ بھائی دیتا۔ اگر کوئی اندر رکھتا تو اس نے اسے تاریخ میں تاریخ کیں صاف دیکھ لیا ہو کادہ باہمی جانب پوچھ کی دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گی۔ بلطف ہو شہرستے ریوا عورت ایسا تھا اور تاریخ یا اس ناطقیں تھیں۔ قریباً تین سیکنڈ لگ رکھ گئے لیکن حالات میں کوئی تبدیلی نہ ہوتی۔ بلطف کے اندر کوئی اس کا منتظر ہوتا تھا اب تک فرور بابر ایگا ہوتا یا بوجہ کے اس پاں ہی کہیں گھات میں لگے ہو سکتا گی اسے بھی تبدیلی کے بھی آتی دیکھ لیتی تھی اسی ہوتا تھا پھر۔ ہمیچہ ہمیچے اسی طبقہ کے اطبیں رخصی بھی۔ قس سیکنڈ مونپل اگرے پھردا آہستہ آہستہ تھے کون تھا؟ کیا الگری اس پر؟

کال فریدی کے لیے تھی لیکن وہ گھر میں موجود نہیں تھا اور اس نے طبول سانسیل لیکن رچاٹ سیل دہن میں خڑے کی

گھنٹی پر ابر نیچے جارہی تھی۔ اس نے ایک بار پروردشی اندر داں اور تھی ہفت آیا۔ مزدورت بھی کہ تھی اندر جانے کی جیب ریسیور بھی اپنی جگہ پر موجود تھا۔ اگر کلب سے نکل کر تھے بھجل دا

ہوتا تو کم از کم اس کی فکریں کے دوڑان ہی میں اللہ کو پیاری دوہیا ہوئی اور مال اس کی پیدائش کے دوڑان ہی میں اللہ کو پیاری فرینڈ دوبارہ حیدر کی شکل تک دیکھنے کی روا دار نہ ہوئی۔ اسی قسم کی

انکھیں فریز عالم طور پر اس کے ساتھ کر قدرتی تھی۔ فریدی کو انکھی تھی تھی اور اسی قدر احترام ہی کر لی جتنا کوئی تھی۔ اپنے باب کا کارڈی

بھر جائے۔ فریدی نے اس پر زور بھی نہیں دیا تھا کہ وہ مزدوج ہے۔

ذرا بھی دی پہلے انکھی لگتی تھیں جسی کیا تھا کہ آواز کو حفظ کر دیں۔ بالکل ایسا ہی محسوس ہوا تھا میں کے کھنجر کی تھی۔ کیا اچانک اسے کوئی تھاں پر کھو دیتے تھے کہ اس کی حیثیت کو جیسا ہی مسکن موجود ہے۔ جلا نہ ہو تھا اسی میں کہ دیکھ لیا اس میں کہ دیکھ لیا اسی میں کہ دیکھ لیا۔

”بھروسے جسے کے ساتھ آتھی تھا۔“

”بھروسے جسے کے ساتھ آتھا۔“

تحفیں کی آواز بھی تھیں جسی کیا تھا کہ خوفزدہ تھا کہ آواز اپنی امدادیت کو کھو بھی تھی۔ کیا اچانک اسے کوئی تھاں پر کھو دیتے تھے کہ اس کی حیثیت کو جیسا ہی مسکن موجود ہے۔

کبھی اس کا تھا قبیل پر کھو دیتے تھے کہ اس کی حیثیت کو جیسا ہی مسکن موجود ہے۔ جلا نہ ہو تھا اسی میں کہ دیکھ لیا اسی میں کہ دیکھ لیا۔

”بھروسے جسے کے ساتھ آتھا۔“

ذرا بھی دی پہلے انکھی لگتی تھیں جسی کیا تھا کہ آواز کو حفظ کر دیں۔ بالکل ایسا ہی محسوس ہوا تھا میں کے کھنجر کی تھی۔ کیا اچانک اسے کوئی تھاں پر کھو دیتے تھے کہ اس کی حیثیت کو جیسا ہی مسکن موجود ہے۔

”بھروسے جسے کے ساتھ آتھا۔“

تحاکر ایک کار ملی چیز پر ہی نظر آئی اور اس کی نیز پڑھتے پر رہنی پڑتے ہی مس نے پدر سے بریک ٹھانے تھے۔ وہ گاڑی گھری کی تھی۔ فریدی اپنی گاڑی سے اتر کر تیری سے اس کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔ فریدی بے حد متفرج تھا۔ اس نے دوسری سڑک رشتہ ان پر ہی تھی۔ امّتی ہجھی گاڑی خالی نظر آئی۔ فریدی بنے اسے سیدھا کیا تھا اور پھر اپنی گاڑی کی طرف بروت آیا تھا۔ محمد بن دنوں پیروں کی بحث کے لیے من آسٹن گاڑی استھان کر رہا تھا۔ اس نے اپسے سیدھا کیا تھا اور پھر اپنی گاڑی کی طرف بروت آیا تھا۔ محمد بن دنوں پیروں کی بحث کے لیے من آسٹن گاڑی استھان کر رہا تھا۔ اس نے اپسے سیدھا کرنے میں کوئی مصروفی بھی پیش نہیں آئی تھی۔

فریدی تے اپنی گاڑی کے ڈس بورڈ کے ایک قاتے سے تاریخ تکالی تھی اور پھر محمد کی گاڑی کے قریب جا کھڑا اپرنا تھا۔ مارچ دش کو کے گاڑی کے اندر کچھ دیکھتا رہا تھا پھر چھٹ پر رہنی ڈالی۔ اس کے بعد اس پہنچے کا جائزہ ایسا رہا جس کا ایک ٹیکل ٹوٹا تھا۔ ایک مزدود ٹوٹا تھا کا جائزہ ایسا رہا جس کا ایک ٹیکل ٹوٹا تھا۔ اس پہنچے کا جائزہ ایسا رہا جس کا ایک ٹیکل ٹوٹا تھا۔

ٹوٹا تھا لیکن قطعی نہیں معلوم ہوا تھا کہ گاڑی ایک ٹیکل ٹوٹنے کی وجہ سے ٹکڑی ہو۔ بالکل ایسا ہی لکھا تھا میںے بہت احتیاط سے اپنی گاڑی پر کہیں نہ کوئی گراحتا تھا اور دیکھ کر خوش ہی نظر آئی تھی۔ فریدی چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر اپنی گاڑی میں آبیٹھا۔ اپنے اشارہ کیا تھا اندھا گاڑی اگے پڑھنے تھی۔ اس سڑک پر اس نے محض اس پہنچے گاڑی سڑکی عین کریانا میخا کے قریب ایک ٹیکل ٹوٹنے پر بھر اور بھی تھا۔ ٹکڑا کا کوئی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس دوران حمید گھر تو نہیں پہنچ گیا۔ کال اسے اپنی کرفی سختی کو ٹکڑا اٹھی ہجھوں گاڑی کا معاملہ بھی صاف نہیں تھا۔ نتو اندر کہیں خون کی ایک بوئندی دکھانی وی تھی اور اسے اسکل ٹوٹنے کے علاوہ گاڑی ہی کو کوئی نقصان پہنچا تھا۔ چارچھوٹا لگ جانے کے بعد اس نے پھر گاڑی کی طرف روکی اور قٹ پا تھر پر اٹڑیا۔ شیخ قونین یونہ مسلمانہ بھی تھا۔ حمید ہی کی خراب گاہ والے غلط کے نیز قاتل کیے تھے۔

”ہیلو“ دوسرا طرف سے حمیدی کی آواز آئی تھی۔ ”ترجم زندہ ہوئے“

”لیکن اب مزدود رہا ہوں گا کیونکہ باہر سے وہ فریڈری نے دروازہ پیٹ رہی ہے۔“

فریدی نے ریسور کلپ سے لگا دیا اور بھر سے باہر کل آیا۔ اب اس کی گاڑی گھر کی طرف جا رہی تھی۔ رشتہ اندرکی ایس جانگلی کی حقیقی اپنے لگنے کی بیان اور سردی پڑھنے کی حق۔ فریدی کا ذہن اس فون کاں میں اچھا ہوا تھا۔ اس نے آواز پہنچانے کی کوشش کی تھی لیکن اس کے بارے میں کوئی صحیح فیصلہ نہیں کر سکا تھا۔ دیے گئی ہوئی آواز لگتی تھی۔ وہ یادداشت پر زور دیتا رہا۔ گھر پہنچ کر سیدھا حمید کی خراب گاہ کی طرف کیا تھا۔ شیخ دروازے کے سامنے کریں

اس کے چہرے پر تشویش کے آثار کچھ اور گھر سے ہوئے تھے۔ لائن لی پر آخری کال جمید اور اس کی چین کی گھنگو تھی۔ دوسرے ہی لمحے وہ چھپا بہر جانے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔ گاڑی میں بول کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔ فریدی بے حد متفرج تھا۔ صرف وہ گناہ اور تحریر نیز کال میں تھی بلکہ آواز بھی پہنچانے کی کوشش کی تھی لیکن اس سلسلے میں کچھ کرنے سے قبل جمید کی خر لینا ضروری تھا۔ بالآخر وہ اس جگہ جا پہنچا تھا جہاں پر یہ میں کی مخصوص بدلنے کی کوشش کی۔

”بہت زیادہ جذاب“ ریٹا بعلی۔

”اگر تمبارے پاس وقت پھر تو شیخ ہوں میں پرے ملک کی سیر کرائے گی؟“

”شکریہ جذاب“

”گاڑی فریدی کی کوئی تھی کے قریب پہنچ گئی تھی۔“

”ڈرامیور نے ارن دیا اور جو کیدار نے پھاٹک کھول دیا۔“

”گاڑی پھاٹک سے لگر کر پورچھ میں جا رکھی تھی۔ وہ گاڑی نے اُترے لیکن فریدی چوکیدار کی طرف متوجہ ہو گیا جو خلاف معمول پورچھ کی طرف تیری سے پڑھا اپرنا تھا۔ پاور ہاؤز والوں نے برلنی نظام کے اختلال پر قابو پالیا تھا۔ وقوفے کا علم ہو یا بانے کے بعد فریدی مخصوصاً انداز میں آگے پڑھا۔ ڈیٹلٹ کا ایس پی دہان موجود تھا۔

”کوئی جانی نہیں تو نہیں ہوا۔“ اس نے ایس پی سہلا سوال کیا۔

”اوہ۔ آپ“ اس پی کے بھی میں تحریر تھا۔

”آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔“

”صحی نہیں۔ لیکن خالی تھا۔ ہیں کوئی لاش نہیں تھی۔“

”وقوف کس وقت ہوا؟“

”جھٹے تین بج کی سیستہ میں مت پرا طلاع میں تھی۔“

”کوئی ایسا آدمی ہم صحیح وقت بتا سکے؟“

”ایس پی نے اسکو سے دیکھنے ہوئے سرکومٹی خیش نے سوال کیا۔

”تین بجے کپتان صاحب باہر گئے ہیں اور یہ پہاڑے دے گئے ہیں۔“

”فریدی نے ما تھر بڑھا کر اس سے تکیا ہو کا گذرا تھا اور ان دونوں سے پڑھا تھا۔“

”آخر جانہا ہی پڑا بابا کو۔“ شیخ پس کر گیا۔ ”اب میں اسی دیتی بھی نہیں ہوں۔“

”فریدی کچھ ڈبلکیو ٹک کے اس پر جا پہنچا جہاں پرے ایک طبقہ ہو گیا۔“

”کیوں؟“ شیخ پونک پڑی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا میںے یا توں کی زویں اسے قطعی ہوں گی یہ۔

”اس پی کے قسم لوگوں کی گھنٹوں نہیں سمجھ سکتی۔“

”اوہ۔ مجھے یہ حد اضطرور ہے“ فریدی نے ترمیح میں کہا۔

”چھوٹے سے قبیلے کی کافی پی تھی۔“

”فریدی اپنے دوسری مزدود کے اس نے اس دوران میں وہ مفتری خوار ڈیکھوئی تھی۔ حمید نے لکھا تھا۔“

”لائن اسے اور بھی کے ٹیپ چیک کر لیجئے گا۔“

”کیوں؟“ اپ کے آٹے سے پہنچے ہی دالپس آ جاؤں۔“

”وہ کسی قدر منکر نہیں کرنے لگا تھا۔ اندھر پہنچ کر اس نے کہا۔“

”اگر قریب کافی یا چاہئے پسنا پا ہو تو۔“

”نہیں۔“ ریٹا حمیدی سے یوں۔ ”خواہش نہیں ہے۔ ہم نے جہاں لینڈ گرتے سے قبل ہی کافی پی تھی۔“

”آپ میرے اس ریمارک پر ناراضی تو نہیں ہوئے ہیں۔“

”ہرگز نہیں۔ دراصل اسے اتنے دفعوں کے بعد کچھ کچھ میں بھی ہوں اور اپنے اس ریمارک پر خود ہی شرمندی کے آخری کال منٹے لگا تھا۔“

”بھی نہیں۔ میں نے بھی کسی سے اپنے بارے میں تفصیل کھنکھنیں کی۔ میا اپنے نہیں دیکھا کر وہ میرے بارے میں تھی۔“

”لیکن میں نے اس سے بھی زیادہ تحریر تھا۔“

”اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔“

”ایک بہت دمکی رمل کے۔ اٹیانے سے اس کے بارے میں تباہی ہے۔“

”قریب کچھ نہ ہوا۔“ تینوں چھلی بی سیٹ پر تھے۔ گاڑی ڈالنے والے بارا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ ”تمبارے پیے دوسری منزل خانی کر دی گئی ہے۔“

”اوہ۔ آپ کی تحریر کا ہے؟“

”تیرسی منزل پر شاید میں نے تینیں مطلع نہیں کی تھا کہ تیرسی منزل بھی تھی بھی ہے۔“

”نہیں۔“ تیرسی شاید اپنے چھلے سال بکھا تھا مجھے یاد نہیں رہا۔

”آج میں کتنی خوش ہوں۔ لیکن بیا۔“

”اوہ۔ تو کیا وہ تم سے متفرق ہے؟“

”بھر کر گوں جھیں آئے؟“

”کیا تم نہیں جانتے کہ مکار کیک بھی ہے؟“

”آخر کیا کہا تھا؟“

”بھی کہا۔“

”سینگرگی سے کہا تھا؟“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی قدر آرام طلب ہو گیا ہے، اگر تمبارا طیارہ اس وقت آئے کی بجائے تو مجھے شب کو آتا تو تم اسے اسٹرپورت پر مزدود ہو جو درپا ہیں۔“

”بت تو ٹھیک ہے۔“

”دفعہ تراپٹر نہیں ہوں۔“ میں بڑی گھنٹے محسوس کر رہا ہوں۔“

”کیوں؟“ شیک پونک پڑی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا میںے یا توں کی زویں اسے قطعی ہوں گی یہ۔

”اوہ۔ مجھے یہ حد اضطرور ہے“ فریدی نے ترمیح کیا۔

”کہا۔“

”اس پی کے قسم لوگوں کی گھنٹوں نہیں سمجھ سکتی۔“

”اوہ۔ مجھے یہ حد اضطرور ہے“ فریدی نے ترمیح کیا۔

”آپ میرے اس ریمارک پر ناراضی تو نہیں ہوئے ہیں۔“

”ہرگز نہیں۔ دراصل اسے اتنے دفعوں کے بعد کچھ کچھ میں بھی ہوں اور اپنے اس ریمارک پر خود ہی شرمندی کے آخری کال منٹے لگا تھا۔“

میں نے آپ کی تصویر دیکھی تھی جس کے پاس دیکھی تھی  
اگر کے پیسے بیان آئی ہوں۔ تم نے کہا تھا اور سزا آپ کے  
سر اور دردہ لوگوں میں سے ہے۔ وہ تمہاری مدودت رزے کا۔  
ویسے اگر تم نہ کیتی تب مجھے آنکھی تھی۔

"ای فرد کی تلاش میں جس کے پاس تم نے میری سخون کیجی

تھی۔ فردی نے پوچھا۔

"مجیا ہاں۔۔۔"

"شامت یہ حسید نے نیلم کی طرف دیکھ کر اُردو میں کہا۔

وہ کچھہ نہ بول۔ ریشا فردی سے کہہ رہی تھی۔ "مجیا ہاں۔۔۔" کی تلاش میں آئی ہوں۔

"اوہ مجھے یہ اطلاع دے رہی ہو کہ میری زندگی خلرے

ہیں۔

"مخفی اس لیے کہ آپ میری بہت پیاری درست نیم

کیا تم نے میرے پارے میں سب کچھہ بتا دیا ہے؟

کے باپ تھے؟

"اوہ وہی شخص سمجھے یہ خداونک بھی ہو سکتا ہے۔

"مجیا ہاں۔"

"تم جانتے ہو کہ اگر وہ میرے ہاتھ آگی تو اس کے ساتھ

میرا دعیہ کیا ہوگی؟"

"جن کبھی ہوں گا۔

"اُنہوں نہ خصیتیں آنکھی حزینہ کے کوئی اسے تلاش کرنے

آئی دعویٰ آئی ہوڑتے۔

تھے مجھی درست ہے۔ میں اسے راہ راست پہنانا چاہتی

ہوں اس لیے آپ کی تلاش بھی میرے پروگرام میں شامل تھی۔

"میں سمجھا۔ تم یہ جانتے ہو کہ وہ کوئی فریقاںڈی مرکت کرنے

کے قبل ہی تھیں مل جائے۔

"مجیا ہاں۔ میں یہی چاہتی ہوں۔"

"اس کے لیے تھیں تفصیل سے لفڑی کرنی پڑے گی؟"

"میں ابھی؟"

"بھتی جلد مل سکتی ہو۔"

رشا نے بچکاہت کے ساتھ حسید کی طرف دیکھا تھا۔

"تم سب کچھہ سخت ہو۔ اس میزبر ہوئی فریقاںڈی

فرموجوں نہیں ہے۔

"وہ میرا بڑا بھائی ہے۔" ریشا طویل سالی سے کر جوں۔

"غلپ فیرنگٹن ہیں سال قبل شانہ بازی کے عالم مقامی میں۔

اُن انعام سے چکا ہے۔"

"آپ کا ذکر نیلم کی زبانی بہت سنت ہے۔"

"یہ دہ نہیں ہیں جن کا ذکر میں کرنے والی تھیں۔"

مشکل بھی ہے۔

حمدیہ بچکہ بولا۔

"تم بہت منتعل نظر آرہی ہو۔ طبی اسلامی حضورت تو

نہیں تا فردی نے ریساے کہا۔

"مجیا ہاں۔۔۔"

"شامت یہ حسید نے نیلم کی طرف دیکھ کر اُردو میں کہا۔

وہ چونکہ بڑی پھر مضمونی مسکراہت کے ساتھ بدلتی۔

"بھی نہیں بچکہ ہو جاؤں گی صرف تھاں ہے۔"

تم نے مشرقی تخلفات کے بارے میں بھی شاہد کا

لیکن یہ خانہ بے کلافت ہے۔"

"بانک بالکل۔" حمید سرہا کر بولنا تھا اور خلماں غصہ دکھانے کا

نقول سے گھوڑا رکھی تھی۔

ناشے کے بعد وہ ڈن لٹک ڈدمیں آبیٹھے۔

"کیا تم نے میرے پارے میں سب کچھہ بتا دیا ہے؟

دفعہ ریشا نے نیم سے سوال کیا۔

"مجیا ہاں۔"

"ابھی تک سرقع ہی نہیں مل سکا۔"

"یہکن اب حضورت نہیں۔ میں خود بیات کر دیں گی۔"

"یہ نہیں بھی۔" نیلم نے ہیرت سے کہا۔

"تم نے اپنے باپ کا نام احمد کاں بتایا تھا۔ لیکن میں تھا۔

انہیں کرنل فردی کے نام سے جانتی ہوں اور ان کی پوری نیشن سے

بھی واقعت ہے۔"

حسید نے اُسے آنکھیں بچا کر دکھانا تھا اور فردی اسی

خصوصیت سے متوجہ ہو گی۔

"سب سے سب سے تیس کا کہوں گی کہ آپ خطرے میں یہکہ

ریساے فردی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میرے سے کوئی کوئی بات نہیں۔" فردی مسکرا یا۔

"تمہاری بات میری کمہیں نہیں آئی۔" نیلم کی اولادی

رزش تھی۔

"ہم ایک درست کے والدین کے سے ہیں تفضل لکھو

کب کیا کرتے ہیں؟" میرا احمد کاں سے اسی لیے واقعت ہے۔

لیکن کرنل فردی کو پہنچے سے جانتی تھی۔ اس نے

"میرا خالہ ہے تم درست کہہ دی ہو۔" فردی کا بولا۔

نیلم اور حسید اس کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ اس نے کہا۔

"اسر پورت پر مجھے دیکھتے ہیں تم جو چونکہ بڑی صورت۔

پہنچے کہ اور کہاں دیکھا تھا؟"

کہا جیسے خود کہا اپنی بچکاہت فطرت سے تنگ آگئا ہو۔

"بیٹھ جاؤ۔ من تھاں سے سنا چاہتا ہوں۔"

حسید پاٹپتی میں ہتھا کو صبرتے لگا تھا تاکہ جوں بکھرے

ہوئے بیٹھ گیا پھر اس نے پوری داستان دہرانی تھی۔

"دو ماہ کے اندر اندر۔" تھری کو شش شیخی۔" قریبی

درعا زہ طلاق تھا اور نیم حسید کو حسید کردن تھا جوں بکھری تھی۔

"یہ موقت ہے۔" حسید کے لیے میں حیرت تھی۔

"اس سے قبل بھی دوبار بال بال بچا ہوں۔"

"اور ذکر نکل نہیں کیا؟"

فردی کچھہ نہیں بولتا۔

"بیباکی بچی حم کو مر سے حال پر۔" وہ دن تھے میں کر بولتا۔

"ہفت جاؤ۔" واقعی اس کا دامغ چل گیا۔

"شیم کو دُوری طرف ہٹاتا ہو۔"

"آخر ہاتھ کیا ہے؟" اس بار نیلم نے مجھے پاٹھیں لکھا تھیں۔

"دوبارہ نہیں کے بعد ہی فیصلہ کر سکوں گا۔" اس وقت

میں نہیں بھی۔" نیلم بھریں ہو گئی اور حسید پلیسیں چھانتے

لیے خلاں میں گھوڑتے۔ بالکل کی شہید کا خستہ لگ رہا تھا۔

"بیٹھ جاؤ۔" فردی نے سے بیٹھ کر جا تھا۔

"حالانکہ لیٹ جاؤ۔" کہنا چاہیے تھا۔" حسید نے کہا اور

ذمہ سے بیٹھ کر بیٹھ گیا۔

"میکادھا کا تمہارے پیٹھے سے قبیل ہو جکھا تھا؟"

"مجی نہیں۔" اگر بھی میں داخل ہوتے یا باقیں سیکنڈ میں

بوقت کے تربیت ہتھی کی طبقہ میں سے فریقاںڈی کوں دوڑی اکی

کروں گی۔"

"تھارف کر کا دیتے کے طور پر۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"مریٹا کی موجودگی میں آردو میں لفظیں ہو گئی۔" فردی

نے انکش میں کہا۔

"یہ شرمہدہ ہوں۔" ریٹنے میکی میں سکراہت کے ساتھ کہا۔

"یہکن وہ ایکل روٹنے کے وجہ سے تو نہیں اعلیٰ تھی۔"

"میں کہ کہہ رہا ہوں؟" ایکل روٹنے کے بعد جیتنے کے مقابلے

تو ہر ہی نہیں تھی۔ پھر میں خود بھی کہوں۔" اسے آٹا کر پیدل ہیں پلی

ٹیا ہوتا۔ البتہ میں اسی طبقے والی بھی میں نہ مل جاتی تو طبع آفتاب سے

پیٹے گر نہیں پیٹج کرتا تھا۔

"آخر تمہارا بچپن کب مغضت ہو گا؟"

"میان کے ساتھ ہی بیانے گا۔" حسید نے مصافو کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جو شرمندی ہے۔" حسید کے چھپا۔ اور یہ میں ریٹا شیر نکلنے

نیلم کی درست ہے۔

ریٹا نے مھا فو کے لیے آخر تھا۔

"میں اسی طبقے والی بھی میں نہ مل جاتی۔"

میان کے ساتھ ہی بیانے گا۔

"کسی بیک گڑا ذندگے بغیر۔"  
"تعجب ہے کہ تمہیں اس کی بیک گڑا ذندگا علم نہیں۔ وہ

میری بیشی ہے۔ میں نے اُمے مبتنی آئی ہے۔ غنٹیب ایک پارٹی دکوں کا اس کے اعزاز میں:

"بڑی خوش تھت ہے۔  
وہ کچھ اور لکھنے والی تھی کہ حیدر کے میں داخل ہوا اور دروازے کے قریب رُک کر اُسے گھونٹنے لگا۔

"تم کیا خپڑا نے ہو؟" ریکھا اس کی طرف بڑا سکرانی تھی۔

"بے خبری جنت ہے یہ حیدر نے مختصری سانس لی۔  
"یہ فائل دیکھو۔ فریڈی نے ریکھا کا لا یا شہزادی ایک طرف کھکھاتے ہوئے کہا۔

حیدر فائل اٹھا کر ایک گوشے میں جایا۔

فریڈی نے پھر اپنے سامنے والا فائل کھول دیا تھا کہ ریکھا خاموش بیٹھی رہی۔ اس کے چہرے پر کچھ ایسے اشارتے ہیے۔

اس طرح نظر انداز کے جانے پر پورہ بوری ہو۔  
"اجازت؟" وہ اٹھی بھجنی بولی۔

"اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔" فریڈی نے سراخ کر کیا اور پھر کاغذات کی طرف متوجہ ہو گی۔

ریکھا حیدر کو گھوڑتی ہوئی باہر پلی گی۔ حیدر پاپی میں تباکو بھر رہا تھا۔ کاغذات پر اُس نے سرسری نظر ڈالی تھی۔

"آپ کا خیال درست نکلا کہ اس نے اپنے اصل نام سے پاپورٹ نہیں بنوایا ہو گا؟" اُس نے کہا۔

"عام طور پر ایسے حالات میں یہی ہوتا ہے۔" فریڈی کی اس کی طرف دیکھے بغیر بولا۔

"یہاں یہی معلوم ہرگز کہہ کہاں مقیم ہے؟"  
"نہیں۔ صرف ریتا کے بیان کی تصدیق ہوئی ہے۔"

"فکر فریڈی کی تھی۔ تو یہ مر۔ آفریم کے کہاں تاکہ کیا  
نہیں احوال آٹھا کی تھی۔" دراصل میرا ذہن دوسرے نکتے میں آجھا ہوا ہے۔

"مکن نکتے میں؟"  
"ٹیکھوں پوچھا۔" ایک نئی تصوری کر لی ہے کہ اس کا کال

کے بعد سے دھا کے کے وقت تک اس بوقتے اور کوئی کال نہیں ہوئی تھی۔ لیکن تم نے رسیور کو کچھ میں لٹکھا دیا تھا۔ اگر شروع ہی سے لگا ہوتا تو کال ٹریسیز کی جا سکتی۔ اس کا مطلب ہوا کہ پوچھنے والے کی اپاٹک خابوشی کے بعد دیکھ رسیور

فریڈی نے سوال کیا۔

"میں آپ کا مطلب شہید بھی۔"

"پاپورٹ پر درہ نام مجھ پر ہوتا ہے؟"

"مکن ہے۔ وہ پر تکڑا بیچے میں بولی۔" میں نے اس

کے بارے میں کچھ نہیں بیچا تھا۔

"اس کی کوئی تصویر ہے تھا رے پاس؟"

"جی، اُن کی مختلف پورے ہیں۔"

"یہ بہت اچھا ہے۔ اس سے مدد ملے گی؟"

\*

لیڈی اپیکٹر ریکھا نے فائل فریڈی کی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

کاغذات مل گئے ہیں۔ اگر تصویر ہو تو مشکل ہی سے کامیاب ہوئی۔

"نام؟" فریڈی نے سراخ کی تھی پر سوال کیا۔ وہ کسی دوسرے فائل میں اچھا بھاگتا۔

"لوری بیڈ سر۔" سفر سماحت پر منی ہے۔

"یہاں کس تاریخ کو بیچا تھا؟"

"تیرہ دسمبر۔ صحیق تھے بنجے۔"

"والپی؟"

"ابھی تک والپی نہیں ہوئی۔"

"یہاں کوئی حوالہ۔"

"کوئی بھی نہیں۔ عرض کرچکی ہوں کہ سفر کی وجہ سماحت ظاہر کی گئی ہے۔"

"شاید آپ بہت سروت ہیں۔"

فریڈی نے طریل سانس سے کر قائل بند کر دیا اور لگنی کی بغلہ سے نیک لگاتا ہوا بول لایا۔ پیغمبر کو فائی بات ہے؟

ریکھا سامنے والی کڑی پر بیٹھ گئی۔

"شم تو بالکل بدل گئی ہے۔" اُس نے کہا۔

"بدرتاہی چلائیے۔"

"ٹھاکرے کو ٹھکے ہی میں اُسے کوئی جگہ ملنے والے ہے۔"

اس کا تقریر ہوا ہے۔

خدا۔ مجھ پر ایک نیا اعضاٹ ہو گا۔ اس وقت بھی وہ بہت زیادہ نہ سو نظر آ رہا تھا۔ اس دن بھی اسے ایک بڑا کام سونپا گیا تھا۔

لیکن اگر دیکھا جاتا تو اس کی پوزشن بیشتر کے لیے ختم ہو جاتا۔ وہ اسیکی کو سرکاری بھان کی خصیت سے جاری رہا اور اسے دل لا کر ذرا لکھ بیرون دی گئی تھی جو میکسیکو بی میں کسی کو دینی تھی۔ وہ اس

قدار پر شان تھا کہ ورنے لگا تھا۔ اس طرح اسے کم از کم مجھ سے محل رکھنے کو فیضی ملی تھی لیکن ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر کسی

کسی تھی؟ وہ بزرگ طرح اُسے بھیجا تھا۔ مکمل اسی کی کوئی صورت نہیں

تھی۔ بہر حال سرکاری بھان ہونے کی بنا پر اس کے سامان کی تلاشی نہیں لگی تھی اور وہ بیرون نکال لے گیا تھا جو اس کے بعد سے

وہ کاپوچنہ ملکا کرتے ہے۔ یہ دب کر بھیجتے تھا اور تباہ تھا اور میں اسے زبانی سلیمان دینے کے علاوہ اور کسی کو دینی تھی؟ پھر

آپ کا معاملہ سامنے آیا اور میں یہ پیش ہو گی۔ کم از کم اسے قائل پختہ تو نہیں دیکھ سکتی تھی۔"

"اس سے پہلے اس نے کتنے قتل کئے تھے؟" حیدر پر پھر بھٹک

"ایک بھی نہیں۔ پہلی بار اس کام سونپا گیا ہے۔"

"اسے کتنا حصہ ہے؟" فریڈی نے سوال کیا۔

"ایک ماہ پہلے کی کی بات ہے۔"

"لیکن وہ ابھی تک میراثناہ نہیں لے سکا۔" فریڈی نے بھل سی مکلاہٹ کے ساتھ کہا۔

"اگر تھیں یہاں آنے سے قبل معلوم ہو جاتا کہ تم کہاں جا رہی ہو؟" فریڈی نے سوال کیا۔

"لیکن کچھی کہا تو میں کو سب کچھ دیں تباہی کیا۔"

"جسے تھیں ہے۔"

"چھر۔ اب آپ کیا کریں گے؟" صفر دیکھ کر تھا بھان کی تلاش کیا جائے۔

"لیکن اگر آپ نے اسے معاف بھی کر دیا تو وہ ان بھلوں کے اخخوں مارا جائے گا۔"

"ان بھلوں کے بارے میں بھی کچھ بتاؤ۔ لیکن نہیں۔ پھر وہ پہلے بتاؤ کہ اپنے بھان کے بارے میں تھیں یہ ساری معلومات کس طرح حاصل ہوئی تھیں؟"

"یہ تو بھی جانتے ہیں کہ وہ شوٹنگ کلب میں ازٹرکر ہے پچھے چھ ماہ سے قبل میں بھی اسی حد تک واقع تھی لیکن پھر ایک دن

جس روہ ایک عقبیتی میں بھی ہوئے کہ وہ اس کام دینے میکسیکو جا رہا

اس نیب سے چھپ کارا بھی نہیں فحیب ہوتا۔ پتا نہیں کتنی بار

گھر پر جسنا چاہکا تھا۔ اس کے بعد مجھے کی بھروسہ کاہ میں آواز کے

تجزیے کے لیے لایا گیا اور بھروسہ کاہ سے ملتے والی روپورت جسی

شاید رسمی جاہی تھی۔ اس کے باوجود بھروسہ کی تجربہ ایک بار

بھروسہ کاہ سے گلا لیکن اس وقت یہ قفسہ شاید طوٹے کی کالی وجہ

سے اس کاہ کوڑا ہوا تھا۔ طوٹے کی کال۔ حیدر بھروسہ کی سے کہ فریدی

کی اڑت متوجه ہو گئیں کی انکھوں میں گھری تشریش کے ہمادھے

تجزیے کاہ کے اچارج سے تب ریکارڈر جلاہ ریا تھا۔ حیدر

انجی اور اس تامحلوم آدمی کی آوازیں صغارا۔ ساڑھی رہ رہ کر

فریدی کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

"ایسا یہ عکن نہیں ہے کہ اس نے آواز بیل کر دینے کی

کوشش کی ہو۔" فریدی سے اچارج سے بوجھا۔

"شاید اپ نے تجزیے کی روپورت خور سے نہیں دیکھی۔"

"مجھے تجزیے کی روپورت نہیں ملی۔" فریدی نے کہا۔

"مریکارڈ کپری کی روپورت عقیم کی اس آواز کا ریکارڈ مجھے کی تحویل

میں نہیں ہے۔"

"تجزیے کی روپورت میں اس امکان کی طرف اشارہ کیا

گیا ہے کہ آواز بیل نے گی کوشش بھی ہو گئی ہے؟"

"مشکل۔" فریدی اس تھیڈ کی طرف جلاہی تھا۔ باہر نکلنے کے لئے اس نے

مجھے سے کہا تھا تم جا کر دیکھو کہاں کس نہیں کی گئی تھی؟"

چھر دفعہ سلسلہ منقطع ہو گی تھا۔ حیدر احمدانہ انداز میں

فریدی کی طرف دیکھتا رہا۔ "کون تھا...؟" فریدی نے بوجھا۔

"کیا آپ نے نہیں سننا؟" "اطرطا۔"

"مجی ہاں آپ ہی شرق فرمائیں کیسے۔ مجھے کوں تھا دیا

رسیور، اب عمرتیں اس طرح چھڑتے لگتی ہیں آپ کو۔"

"کیا کسی عمرت کی بھی آواز تھی تھی قم نے؟"

"مجی نہیں اس بیار تو صرف طوٹا ہی تھا۔ مگر صاحب خوب

خواہ یہ گلوکوئی ہے جس نے طوٹے کی زبان آپ کو سمجھ دینے

کی کوشش کی تھی۔ کیا اب آپ روپی خان کہلانے لگے ہیں ہمیرے

ہمارے اسٹوٹ کے پرندائیں ہوتے ہیں لیکن وہ آپ کو پھر کھلا دیجاؤ۔

"کیا بھروسہ کوں سے ہو؟"

"محبوت نہیں کہہ رہا لیکن آپ خاتوناہ پڑ کرنے کی

کوشش کر رہے ہیں کہ اس قسم کی کوئی کال پیٹی بار آئی تھی۔"

"یہ حقیقت ہے ورنہ میں رسیور کہاڑی طرف کیوں

پڑھادیتا اس قسم کے فضول تعلقات قم ہی نے قائم کر رکھے ہیں

لرگوں سے؟"

"مجی نہیں۔ میرے لیے مجی یہ حداد نیا ہی تھا۔"

"لیکن قم نے روپی خان اور تجزیے کی بات کی تھی؟"

"کی واقعی آپ کے لیے تی بات تھی؟"

"میں کیا بچہ رہا ہمروں؟" فریدی نے غصے لیجے ہیں کہا

طوٹے کی طرف دیکھا۔ فریدی کی طرف دیکھتا ہے کہے کے

ترش کا جائزہ لیتا تھا اور فاسوٹی سے کہے کے

بودھیں داخل ہونے سے کس چیز نے روکا تھا؟"

"یہ بھی مکن ہے۔" فریدی بچہ سوچتا ہوا بولا۔ اور اس

کا امکان بھی ہے کہ کسی نے اس وقت دفل اندازی کی بوجب

وہ نامعلوم آدمی تم سے گھٹکو کر رہا تھا۔ دونوں لڑپڑے ہوں

یہ مکن نہیں کہ رسیور کو کلب میں پاتے ہیں قم خاتون ہو گئے ہو۔"

"ہو سکتا ہے بچہ بات ہو؟"

"اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں بول کی۔ بھروسہ پر

بھی خور کو بچھنی اتنی سوچ بوجھ رکھتا ہو کو کال ٹس کر کے

بوچھک سچنے کے وقت کا اندازہ لگا تھا ہر دو رسیور کو کلب

میں لٹا جاتے تھیں حادثت کیسے کہے گا؟"

"آپ تو آجھاتے ہیں چلے جا رہے ہیں؟"

"صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ الوجہ بچھنی میں تھا تھا نہیں

کا مشکل ہو گئے۔ اندازہ کرنا مشکل تو نہیں کہ تم نئی دیر میں کال ٹس

کرو گے اپنے تھوڑے دیر میں وہاں پیغام جاواز کیا ہو گا؟"

فریدی کا کلب میں مٹا بڑی محیب بات ہے۔"

"لکھوں؟"

"اگر تم سے گھٹکو کرنے والا جھاگ کھڑا ہوا تھا تو حلاوہ

کوں کے بچے جانا چاہئے تھا۔ اسے کیا پڑی تھی کہ رسیور کو

"ظاہر ہے کہ گردہ ہوتا تو دوارہ بھی فون کر رہا تھا۔"

"اور تیری صورت معنست اپ ہو سکتے ہے؟"

"میں نہیں بھیجتا۔"

"ظاہر ہے کہ گردہ ہوتا تو دوارہ بھی فون کر رہا تھا۔"

"میں نہیں بھیجتا۔"

"کال کرتے والے ہی نے سب کچھ کیا ہوتا کم نہیں

کا مشکل ہو گئے۔ اندازہ کرنا مشکل تو نہیں کہ تم نئی دیر میں کال ٹس

کرو گے اپنے تھوڑے دیر میں وہاں پیغام جاواز کیا ہو گا؟"

فریدی کا کلب میں مٹا بڑی محیب بات ہے۔"

"اگر تو ہو گھٹکو کرنے والا جھاگ کھڑا ہوا تھا تو حلاوہ

کوں کے بچے جانا چاہئے تھا۔ اسے کیا پڑی تھی کہ رسیور کو

جنہیں بچھنی اور فریدی نے رسیور کا تھاں کیا تھا۔

"میلو۔" کہہ کر نہتارہ بھروسہ رسیور کو حیدر امداد ریاست کا

جھیک ہے؟"

"تو فریدی اس حرکت کا مقصد غیر واضح ہی تھا۔"

"اگر آواز بچھا جائے گا کہے؟"

"جھکے کی تھوڑی میں کوئی لسی ریکارڈ آواز نہیں ہے جو

دریٹا کا جھانٹ نہیں ہے۔" اگر وہ کامیاب ہو جائیں

نیچے جھوٹا رہا تھا یا کسی نے اسے ہاتھی میں بیٹھ لئے تھا اس کی

رکھی تھی؟"

"نہیں۔ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کوئی بھی چاہتا تھا کہ کال

ٹریس ہو جائے۔"

"یہ بھی مکن ہے۔" فریدی بچہ سوچتا ہوا بولا۔ اور اس

کا امکان بھی ہے کہ کسی نے اس وقت دفل اندازی کی بوجب

وہ نامعلوم آدمی تم سے گھٹکو کر رہا تھا۔ دونوں لڑپڑے ہوں

یہ مکن نہیں کہ رسیور کو کلب میں پاتے ہیں قم خاتون ہو گئے ہو۔"

فراہر ہے شاہزادی بھروسہ کی طرف سے لگایا تھا کسی طرفے کی

ٹھیک ہے؟"

"اگر آواز بچھا جائے گا کہے؟"

"جھکے کی تھوڑی میں کوئی لسی ریکارڈ آواز نہیں ہے جو

دریٹا کا جھانٹ نہیں ہے۔" اگر وہ کامیاب ہو جائیں

فراہر ہے شاہزادی بھروسہ کی طرف سے لگایا تھا کہ کامیاب ہو جائیں

"اے فی الحال الگ بھی رکھو۔ بچھی دو نوں کو کششوں

تیس بھی را لٹلی ماریں اور کوہنی نہیں تھا۔" اگر وہ کامیاب ہو جائیں

"تو رسیور مدت حادثہ کیلئے۔ قتل عمد نہیں۔"

"آخراً اپ کہنا کیا ہے؟"

"تم احوال پر بچھی جائیں۔"

"دریٹا سے چاری قید ہو کر رہ گئی تھی۔"

ایک نہر بان اور مشقون آدمی شافت ہو رہا ہے ”  
”اوہ۔ بھوول جاؤ۔ میرا باپ بہت عظیم ہے ”  
ریتا کچھ نہ ہوں۔ یہ حد معمون نظر آرہی تھی۔ حمید نے ٹائم  
کی طرف دیکھ کر کہا۔ یکھلی ہوا تمہاری سیل کا واحد علاج ہے ”  
”لیکن انکل نے تھری تک حدود رہنے کی پڑا یت ”  
”دی ہے ”  
”اپنی عقل بھی استھان کرو ”  
”کیا مطلب ہے ”  
”بر قدر ”  
”کیوں فضول باتیں کرتے ہو ”  
”تم کی بھی کہا تھا ” ریتا نے حمید سے سوال کیا۔

”بر قدر ” حمید نے دہرایا اور اسے بر قدر کے مستعلق  
بنا نے لگا۔  
”معذل ” ریتا یک بیک کھل اٹھی۔ ”میرے  
لیے ضرور یہ بس قراہم کرو۔ وادہ کی مزا آئے گا؟ میں سب دلکھ  
سکوں گی لیکن مجھے کوئی بھی نہیں دیکھ سکا ”  
”انکل اسے پسند نہیں کریں گے: ” نیم ہفتا کر لیوں ”  
”وہ تو اب تھیں بھی بر قدرے میں رکھیں گے۔ آج کل انہیں  
اپنے قدیماں کلچر سے بے حد رکاوہ ہو گیا ہے۔ ان کی باتوں سے  
یہ نہیں بھی اندازہ لگایا ہے کہ تھیں بر قدرے ہی میں آپ جانا  
پڑے گا ”  
”خدا کے یہ میرا مردہ خراب کیجیے ”  
”تو کی روایت ”  
”میں ختم کیجیے ”

”مجھ می ختم۔ پچھے تو یہ بس پے حد رومنڈاں لگ  
رہا ہے ” ریتا نے کہا۔  
”اچھی تم نے اسے دیکھا نہیں ہے ”  
”میں اپنے یہاں کے رسائل میں تھا اور دیکھی بیکھی ہوں ”  
”میں تھیں بر قدر پوش خواتین سے مزدوروں کا ”  
حمدیلہوا۔  
”ضرور۔ ضرور کیشیں۔ مشرق مجھے سیسے سے حسین ملتا  
رہا۔ میں نے مشرق کی کہانیاں پڑھ کر بہت خوبصورت  
خواب دیکھے ہیں لیکن افسوس کی قدر ہرگز کر رکھی تھی ہوں ”  
”ہمارا انکل فکر کر د۔ ابھی فون کر کے ایک غدرہ سا برق  
طلب کرتا ہوں ”

”اس سے چھکا را پانے کا سپرین طریقہ یہی ہے ” ”ججد  
ریتا سے کہہ رہا تھا۔ ”قطیعی یہ نہ کہتے تو کہم اس کی باتیں بھی  
رہی ہو ”  
”میں نے اتنا میا چھٹا آدمی سیدے کبھی نہیں دیکھا۔ ”ریتا ہوں۔  
”بچپن میں تو سر پر یہ سک بیگی تھے۔ جو منی میں آپریشن سے  
نکالے گئے ہیں۔ میرے دوستوں میں بھی حرمت الگز ہیں... اور جو  
یہ نیم ہے تا... ”  
”میں بس ” نیم باختہ اٹھا کر بولی۔ ” زیادہ بولتے سے  
زبان میں کافی نہیں ہوتے جاتے ہیں ”  
”حیدر اسے ٹھوکر کر دیگا۔ ”  
”اب طبیعت اُجھنے کی ہے۔ احسان دیکھنا چاہتی ہوں ”  
ریتا نے کہا۔  
”تمہارے بھائی کا سراغ میں جاتے تو پھر احسان بھی دکھا  
دیں گے۔ ویسے تھیں یہ سن کر خوش ہو گئی اس نے اپنی ولدت ملک  
بدل دی ہے۔ ” نیشنل کی بجائے بیڈر ہو گیا ہے۔ ” تو ری بیدر  
کیا تم اس کے اس نام سے بھی واقعہ ہیں ”  
”ہرگز نہیں۔ میں کیسے معلوم ہوں؟ ”  
”تصویر کی مدد سے دینا فارم تلاش کریں گیا ہے جو پریمی  
نام تحریر ہے۔ سفر کی غایت یہ اسات خاہر کی گی ہے ”  
”خدا را سے جلدی سے تلاش کرو ”  
”کوشش جاری ہے ”  
”یہ تو معلوم ہی ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں سے کہاں گیا ہوگا؟ ”  
”نیم ہوں ”  
”ماں ہو سکتا ہے لیکن اسی صورت میں جب کوچھ  
سفر کا مقصد وہی ہو جو کافی نہات میں درج ہے ”  
”کیشیں کا خال دوست معلوم ہوتا ہے ” ریتا نے غصہ  
لیجھے ہیں کہا۔ ”وہ اب یہاں کی کسی قدری کے ساتھ تو برگز نہیں  
ہو گا۔ ” میں بڑی دشواری میں پڑا گئی ہوں۔ کاش تھما آئی ہوئی۔  
تمہارا ساتھ نہ ہو گا ہوتا ”  
”کیوں... ؟ تم تھما کیا کر لیتیں؟ ”  
”کچھ بھی نہ کر سکتی لیکن شرمندگی کے مستقل احساس سے  
تو بچھی رہتی۔ ہر وقت یہ خال ذہن پر مسلط رہتا ہے کہ جس  
شخص کو قتل کرتے میرا بھائی یہاں آیا ہے میں اُسی کی بھان  
ہوں اور وہ سب کچھ جان یعنی کے بعد بھی میرے لیے

شکل اختیار کر رہتے ہیں۔ ” اسے فریزر دری حریق کرتے تھے اور پورا  
جم تلافل کرتے تھا۔ ”  
”میں مسکرا رہی تھی اور ریسا کی شکل پر بارہ بیج رہے تھے  
لیکن آنکھیں قاسم پر بھی ہوئی تھیں۔ ”  
”اگلی میرا بھائی ” قاسم اردو میں دہاڑ کر کھڑا ہو گیا۔  
”بیچھو جاؤ بھائی کے پتے۔ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ پچھلے  
سچتے ہمارا جھکڑا بھوٹا تھا۔ ” حمید کہتا ہو گا کے بڑھا۔  
”ہاں ” قاسم جو نکل کر بولا۔ ” میں تو بھول بھی گی تھا۔ ان  
کے آنے کی بھرپوری نہیں رہا ہے... چلا آیا ”  
”اچھا تو اب جاؤ ”  
”تمہرے ہاتھ میں خلائق کی طرف دیکھا تھا۔ ”  
”میں... بیٹھے۔ آپ ” نیم باختہ اکھڑا کر بولی۔  
”تم پورا تو نہیں ہو رہی ہیں ” حمید نے ریتا سے پوچھا۔  
”عن۔ نہیں لیکن۔ تمہارے دوست سے خوف معلوم  
ہو رہا ہے ”  
”اب خوف کی کوئی پیڑی نہیں بھی اس ہیں۔ خوفناک تو اس  
وقت تھا جب نیا نیا بولی سے نکلا تھا ”  
”قاسم نے ٹھوکر حمید کی طرف دیکھا لیکن کچھ بولا نہیں کہا ”  
پوری بات ہی پڑے نہیں پڑی تھی۔ ”  
”بی۔ بولی سے نکلا تھا ” ریتا نے حرمت سے کہا۔  
”ہاں۔ دریا میں چیلیوں کے بیچے جال ڈالا تھا۔ چیلیوں  
کے ساتھ ایک سریش بولی بھی نکلی تھی۔ ” درانی بن کی ”  
”دیخا تم نے نیم پا جی۔ پچھے برس کا جن قہر رہا ہے۔ میں  
کچھ گی ”  
”نہیں بھیسا۔ ” درانی بن۔ ” شراب کا نام ہے ”  
”تمہاری دبیر سے میل آیا تھا۔ درنے کے تو صورت حرام ہو  
گیا ہے۔ بالکل پولیس والا ہی لفڑی لفڑی سے روز رانی ہوتی ہے ”  
”حمدیریا سے کہہ رہا تھا۔ ” اُر زخمی سکتا ہے اور آڑتے  
وقت کاتا بھی رہتا ہے۔ پچھے سے پھر مار لو تو فرش کا انٹھا رکھتا ہے  
”تمہاری ایسی قیمتی بھی کرتا ہے ” قاسم بھننا کر کھڑا ہوتا  
ہو گا۔ ” جارہا ہوں... پاہ کر کیسی وکھانی دیتے تو کچھ ہوں گا ”  
”حمدیری اس کے حوالے کردہ بھائی کا غم بھول جاتے گی ”  
”ریتا کو اسی کے حوالے کردہ بھائی کا غم بھول جاتے گی ”  
کہہ کر حمید نے ریسیور کر بیٹل پر رکھ دیا۔  
”خود ہی دریجہ اس کی گاڑی کی گھر کی طرف جاری تھی۔ پور ج  
میں قدم رکھتے ہی قاسم کے بھتیجے کی گنجائشی دی۔ وہ ڈرائیک  
ڈوم میں تھے۔ ”  
”قاسم الگریزی ” ٹھوکتہ ہوا انٹڑا کیا۔ کم از کم حمید کے ذہن  
میں تو کچھ بھل لفڑیوں کو بھائی کی تھی۔ ” قاسم دروازے کے قریب وکد  
شاید تو قعہ تھی کہ روکا جائے گا لیکن یہ آرزو پوری نہ ہو گی۔ ” بلاس

خدا۔ اس سے قبل تراس نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی تو کیا  
اس نے خیال کا باعث بھی ملٹے ہیں والی کمال بھی تھی۔ ” اچھا تو کیا  
روپی فان کے حوالے پر فریدی کو کسی کی آواز یاد آگئی تھی جس کے  
پرے جانے کے المکان پر عبور کرنے تھا۔ ” اُپن کا وقت ختم ہو  
جانے کے بعد ہی حمید وہیں فریزہ بھائی واپسی کا منتظر ہے۔ ” حمید  
پاچھے بجھے فون کی ٹھنڈی بھی تھی حمید نے ریسیور کھا لیا۔  
” دوسری طرف سے فریدی کی آواز آئی تھی۔ ”  
”مکپوڑے کوں ہانزیر تباہیا ہے؟ ”  
” ”طغڑ ” ” حمید بولا۔ ”  
” کمال باہر کی تھی ”  
” آپ کہاں ہیں اور سیری چیتی ہوئی یا نہیں؟ ”  
” ”گھر جاؤ ”  
” جواب ملنے کی بھائی سے متعلق ہونے کی آواز آئی تھی۔ ”  
” حمید نے تھنڈی سانس سے کر سیور کر بیٹل پر رکھا ہی تھا کہ بھر گھنٹی  
نچ آگئی۔ ”  
” ہیلو ” حمید ریسیور اٹھا کر ماڈل ہوئے ہیں دہاڑا۔ ”  
” کون صاحب ہیں؟ ” ” دوسری طرف سے نیم کی آواز آئی۔ ”  
” وہی ملختا ”  
” یا۔ یا۔ آج بہت دیر کر دی۔ ” بیجاں موسمے بھائی پر جان  
ہیں۔ خدا کے پیے جلدی آؤ ”  
” نکال پاہر کرو۔ میں اچھے مدد میں نہیں ہوں ”  
” سارے جتنی کرداری کے بعد ہی فون کر بھی ہوں ”  
” سچ جس خون سوار ہے مجھ پر ”  
” کوئی خاص بات...؟ ”  
” سبہ عرصے سے کوئی عام بات نہیں ہوئی ”  
” کچھ بھی ہو۔ فور آؤ ” ” ریتا سے دیکھ دیکھ کر روزس  
ہو رہا ہے ”  
” ریتا کو اسی کے حوالے کردہ بھائی کا غم بھول جاتے گی ”  
” کہہ کر حمید نے ریسیور کر بیٹل پر رکھ دیا۔ ”  
” خود ہی دریجہ اس کی گاڑی کی گھر کی طرف جاری تھی۔ پور ج  
میں قدم رکھتے ہی قاسم کے بھتیجے کی گنجائشی دی۔ وہ ڈرائیک  
ڈوم میں تھے۔ ”  
” قاسم الگریزی ” ٹھوکتہ ہوا انٹڑا کیا۔ کم از کم حمید کے ذہن  
میں تو کچھ بھل لفڑیوں کو بھائی کی تھی۔ ” قاسم دروازے کے قریب وکد  
شاید تو قعہ تھی کہ روکا جائے گا لیکن یہ آرزو پوری نہ ہو گی۔ ” بلاس

"میں نے تو نہیں سمجھی۔"  
شیخ نے ہنریوں پر اُنگلی رکھ کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ حمید نے بھی اسی متوافق آواز کی طرف کان لگادیے اور پھر اُس نے معنی خیز انداز میں نیلم کی طرف دیکھا تھا۔  
آوازِ عجیب سی آواز تھی جیسے لا تقداد پیروں والی کوڑی تھے جو رہی ہوتی تھی بلکہ آواز کو بہت زیادہ توجہ دینے پر سچی جائیں یعنی اگر شیخ حمید کا ذہن خصوصیت سے اس کی طرف سبزول نہ کرتا تو اسے احسان ناک نہ ہوتا۔ یا ہر سے آٹے والی بھی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ تجربہ کا دکے اندر کی کل فنا میں گوئی رجی تھی۔  
آزاد بھیں "حمدید دوسرا طرف، با تھا کھا کر بولا۔" تم ادھر سے دیکھنا شروع کو ہو گئی اور ہر سے دیکھتا ہو گئی۔  
نیلم مشرقی سر سے کی طرف چل گئی۔ قریباً پندرہ یا میں منٹ تک تلاشِ حاری رہی تھی لیکن آذان کا بجھیدہ ھکل سکا۔  
ویسے آواز اپ بھی نہیں دے رہی تھی۔  
"کیس کچھا جائے؟" نیلم جرجن جرجن انگھوں سے چاؤں طرف دیکھتی ہو گئی۔  
"ان بھوول کی گودیں معلوم ہوتی ہیں جو وہ فرق تھا اُنہارے ہاتھوں سے مارے جاتے رہے ہیں۔" حمید نے ہنس کر کہا۔ اس پھر میں خڑپوں پر تجربہ کا جادو گرد کی چاری ہے۔  
نیلم ایک اسٹول پر بیٹھ گئی۔  
"چلو بکیوں سیری اور اپنی نیند خراب کر رہی ہو۔"  
سنونا بایا۔ جب میں یہاں آئی تھی تو یہ آواز نہیں تھی۔  
"اب تھا رے چلے جا سکے بعد جو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"  
"نہیں میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ اختتام کو کیسے پہنچی ہے؟"  
"ویسیکھ جاؤ۔ میں تو چلا۔"  
"نہیں بایا۔ وہ اُنھوں کی بادی میں مائل ہوئی ہو گئی۔  
"ایکے ڈر گئے گا۔"  
"ڈر گئے کامیں۔ کیوں بے وقوف بھاتی ہے لوگی؟"  
"پھر بھی۔ ہم ساختوں ہوں گے بڑا کرم پورا کرو۔"  
چودہ آوازِ مزید میں منت شکن نہیں دیتی رہی تھی۔ اس کے لفڑا پانک شناختا چاہا تھا۔  
"آہا۔ اب تو اٹھو۔" حمید خوش ہو کر بولا۔  
"میں کوئی لشوش نہیں ہے۔" نیلم نے حیرت سے کہا۔  
"کرنل کی لفت میں اس لفڑا لئی تشویش کا کوئی وجود نہیں ہے۔"

"وہ احتیاط تھی۔" میں نے کچھی کسی کو اپنے پار سے میں تفصیل سے نہیں بتایا۔ میری اور اس کی پیڑشیں میں فرق ہے۔  
"چلو۔ تیکم کر لیا۔ بھر۔"  
"اب میں تیکس فلپ شرٹ گلیکی اس وقت کی تصویر دیکھتی ہوں جب وہ عالم مقابلے میں اول آیا تھا۔  
اس نے اسپورٹس کا ایک پرانا شارہ دھکایا تھا اور اس کے درق امتنے لگی تھی۔ "یہ دیکھو۔  
"کیا دیکھوں؟ پہلے دارچینی مونچیں نہیں رکھتا تھا اب نہ فیشن کے مطابق تجھوں گیا ہے۔"  
"بانیاں کیا کر رہی ہو؟"  
"بیہنیں بتاں گی۔ فون پر بھیں سمجھے سکو گے۔"  
"اچھا۔ اُر بھریں" حمید نے کہ کر دوسرا گھبڑا۔  
سیپٹک گاؤں پہنا تھا اور تسری منزل پر جانے کے لیے لھٹکی طرف جلد پڑا۔  
نیلم تجربہ کی دعویٰ کے دربنوں تھا اور کجا جزوہ لیتا رہا تھا۔ پھر طولی ساش سے کریلا تھا۔ تم پر ہماری محنت صنانہ نہیں ہوئی تو رجھی سلہما۔  
"بٹکریے۔۔۔ بیا۔۔۔"  
"بایاں کی پتی۔ اب کیا ہو گا؟ ریتا ہبائی ہے؟"  
"آج میں نے اسکے کافی ہیں خراب آ در دوادی تھی۔ پہنچ بر سو رہی ہے۔ اس تصویر کے سلسلے میں کچھ تحریکات کرنے تھے۔  
ایک بات اور کیا قام نے اسے بتا دیا ہے کہ کرنل پاہر کئے ہیں؟"  
"ہا۔ بتا دیا تھا۔"  
"کیا ہتر درت تھی؟"  
"اس نے پہچا تھا جب اٹھنے لگے تک ان کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔ بہر حال ساختوں کی بھی کہ دیا تھا کہ اب وہ اس کے جہاں کا پتا لگائے بغیر نہیں مانیں گے۔ سیاحت کے بہانے کیا ہے تو پیسی کے ریکارڈ کے لیے کچھ وقت دوسرے شہروں میں بھی فروڑا رہے گا۔"  
"تم واپسی کچھ زیادہ ہی میتھی ہو گئی ہو۔"  
نیلم کو اس جیسے پر کرنل کو اس کی بہانی پر یقین ہی آگیا ہو۔ اب ان کے رویتے پر ہنر کرتا ہوں تو۔۔۔  
و غصہ نہیں تھے۔  
"یہ کسی آواز تھی؟" اُس نے چاروں طرف دیکھنے لگئے ہوئے کہا۔ مجھے بھیور اُندر چاٹوں کا اور بہرہ بنایا ہے۔

تجربہ سارے بارہ بجے تھے۔  
"بھیلوو؟"  
"بایا۔ دوسرا طرف سے آواز آئی۔" تجربہ کاہے بجل رہی ہوں۔  
"یکوں؟" حمید دھڑا۔  
"آپ سے باہر کریں ہوتے ہو؟ ذرا جلدی سے بیان پہنچ کی کوٹش کرو۔"  
"اپنے والد صاحب سے پوچھو۔" حمید نے کہا اور دوسرا گھبڑا کر دیکھ دیا۔ اور وہ اپنی کے لیے مزدیسی رہا تھا کہ پھر کتنی تھی۔  
"میں شامت آئی ہے۔" وہ دوسرا گھبڑا کہا تھا کہ ماڈھ بیسیں تک دہاڑا لیکن پھر سچھے سے ہوٹ پیچھے ہے۔ دوسرا طرف سے بوئے دالا فریضی تھا۔  
"معاف ہے گا۔ اس سے سہلے قاسم دماغی چاٹ رہا تھا۔ میں بھا شاید وہی ہے۔ حمید نے اسے انداز میں کہا۔  
میں باہر چاڑا ہوں۔ تم پیٹاکے بھائی کی تلاش جانی دکھو۔" کیا کھر آئے بیفری؟"  
"ہاں جلدی میں ہوں۔ مگر اسے کا وقت نہیں ہے۔"  
"ریتا بھتی ہے کہ میں پاہر نکلا چاہتی ہوں۔ اس پر میں نے  
بر قسم کی جوز پیٹاکی ہے۔" برق فرمے دیکھ کر فریضی کے سلسلے منقطع کر دیا تھا۔  
حمدید نے بھر کی پرکشش کے ساتھ دیکھ دیا۔  
رکھ دیا اور دروانے کی طرف کر کر کھڑا ہو گیا۔ تو، پھر ہے وہ سوچ رہا تھا۔ ہرگز غائب ایکن کیوں نہیں؟ اس سے سہلے بھی تو دریا جلد ہو چکا تھا۔ میلیون پوچھ دوائے جادئے کے بعد بھی غریبوں طور پر مسافر اور تھیں رہا تھا اس کا ذہن پھر طوٹکی تیں تیں کی طرف مددل ہو گی۔  
"روپی خان پھر کھاؤ گے؟" وہ کیسی کاں تھی؟ اس کے بعد می سے فریضی کے رویتے میں بتدی لی ہوئی تھی اور اس کے کوئی باہر چاہا۔ اُنھوں کیوں تھے کہ مطابق وہ کال بھی مقامی نہیں تھی۔  
صلح فون کی لکھنی تھی تھی اور وہ اچھل پڑا تھا۔ اُجھا بھاٹ

کی طرف چل پڑا تھا۔ اُجھی را ہماری بھی میں تھا کہ ایک ملازم نے اس کی خوبی کاہے والے فون کی لکھنی بھجئے کی اطلاع دی۔ تیرز تر قدم اُجھا تاہم خوب کاہے میں پہنچا تھا۔ فون کی لکھنی بچ رہی تھی۔  
اس سے رسیدر مٹھا یا۔ دوسرا طرف سے قاسم کی آواز سنائی دی تھی۔ تم نے میری ایسی کی تیسی کے کرکے رکھ دی ہے سالے؟  
مکتنی پار نیبات کھو گئے تھا اسی ایسی کی تیسی تو اسی وقت ہو گئی تھی جب تم پیدا ہوئے تھے۔  
"قیام طلب؟"  
کریڈل کر کھو دیا۔ اور وہ اپنی کے لیے مزدیسی رہا تھا کہ پھر کتنی تھی۔  
میں شامت آئی ہے۔" وہ دوسرا گھبڑا کہا تھا کہ ماڈھ بیسیں تک دہاڑا لیکن پھر سچھے سے ہوٹ پیچھے ہے۔ دوسرا طرف سے بوئے دالا فریضی تھا۔  
"اپنے والد صاحب سے پوچھو۔" حمید نے کہا اور دوسرا گھبڑا کر دیکھ دیا۔  
"بیہنیں بتاں گی۔ فون پر بھیں سمجھے سکو گے۔"  
"اچھا۔ اُر بھریں" حمید نے کہ کر دوسرا گھبڑا۔  
سیپٹک گاؤں پہنا تھا اور تسری منزل پر جانے کے لیے لھٹکی طرف جلد پڑا۔  
"معاف ہے گا۔ اس سے سہلے قاسم دماغی چاٹ رہا تھا۔ میں بھا شاید وہی ہے۔ حمید نے اسے انداز میں کہا۔  
میں باہر چاڑا ہوں۔ تم پیٹاکے بھائی کی تلاش جانی دکھو۔" کیا کھر آئے بیفری؟"  
"ہاں جلدی میں ہوں۔ مگر اسے کا وقت نہیں ہے۔"  
"ریتا بھتی ہے کہ میں پاہر نکلا چاہتی ہوں۔ اس پر میں نے  
بر قسم کی جوز پیٹاکی ہے۔" برق فرمے دیکھ کر فریضی کے سلسلے منقطع کر دیا تھا۔  
حمدید نے بھر کی پرکشش کے ساتھ دیکھ دیا۔  
رکھ دیا اور دروانے کی طرف کر کر کھڑا ہو گیا۔ تو، پھر ہے وہ سوچ رہا تھا۔ ہرگز غائب ایکن کیوں نہیں؟ اس سے سہلے بھی تو دریا جلد ہو چکا تھا۔ میلیون پوچھ دوائے جادئے کے بعد بھی غریبوں طور پر مسافر اور تھیں رہا تھا اس کا ذہن پھر طوٹکی تیں تیں کی طرف مددل ہو گی۔  
"روپی خان پھر کھاؤ گے؟" وہ کیسی کاں تھی؟ اس کے بعد می سے فریضی کے رویتے میں بتدی لی ہوئی تھی اور اس کے کوئی باہر چاہا۔ اُنھوں کیوں تھے کہ مطابق وہ کال بھی مقامی نہیں تھی۔  
صلح فون کی لکھنی تھی تھی اور وہ اچھل پڑا تھا۔ اُجھا بھاٹ

"میں نے تو نہیں سئی":  
 شیم نے ہرگز اس پر اٹکنے کا رکھ رکھ کر اسے خاموش رہنے کا  
 اشارة کیا تھا۔ حمید نے بھی کسی متوقع آواز کی طرف کان لگادیے  
 اور بھروسے نے مخفی خیر انداز میں شیم کی طرف دیکھا تھا۔  
 آوازِ عجیب سی آواز تھی جیسے لالهاد پریروں والی کوئی  
 شے چل رہی ہوئی تھی بلکہ آواز کہ بہت زیادہ توجہ دیتے پرستی جائیں  
 یعنی اگر شیم حمید کا ذہن خصوصیت سے اس کی طرف میزول نہ  
 کراچی توارے احسان نکل نہ ہوتا۔ باہر سے آئے والی بھی نہیں  
 معلوم ہوئی تھی۔ تجربہ کا مکار اندھی کی خفایاں گوئی رہی تھی۔  
 "آڑ دیکھیں" حمید دوسرا طرف با تحدِ تھا کہ بولا۔ "تم  
 ادھر سے دیکھنا شروع کوئی نہیں اور ہر سے دیکھتا ہوں تا  
 نیمِ شرقی سر سے کی طرف چل گئی۔ قریباً پندرہ یا میں منٹ  
 تک تلاشِ جاری رہی تھی لیکن آخونکا بھیدہ گھل سکا۔  
 ویسے آواز ایں بھی نہیں دے رہی تھی۔  
 "کیا سمجھا جاتے ہیں؟" شلم جیلانِ جیلانِ آنکھوں سے چالن  
 طرف دیکھتی ہوئی ایسا۔  
 "اں بھول کی تو دھیں معلوم ہوئی ہیں جو وہ فوتو ٹھاہر  
 ہاتھوں سے مارے جاتے رہے ہیں۔" حمید نے ہنس کر کہا۔ "اں  
 چکر میں خڑپو۔ تجربہ کا دھا دگر کی پڑا کریں ہے۔"  
 شیم ایک استول پر بیٹھ گئی۔  
 "چکو کیوں میری اور اپنی مینڈ خراب کر رہی ہو؟"  
 "سنوا بابا۔ جب میں یہاں آئی تھی تو یہ آواز نہیں تھی۔"  
 "اپ تھا رے چلے جائے کے بعد بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"  
 "نہیں بھی دیکھنا چاہتی ہی ہوں کہ اختتام کو کیسے سمجھتی ہے؟"  
 "ویسے جاؤ۔ میں تو چلا۔"  
 "نہیں بابا۔" وہ رکھ کر اس کی بادی میں شامل ہوئی ہو گئی۔  
 "لیکے ڈر گئے گا۔"  
 "ڈر گئے کہ تھیں۔ کیوں یہ وقوفِ جنات ہے لوگی؟"  
 "چھر بھی۔ ہم سماخ بھی چلیں گے۔ براہ کرم بودھ کرو۔"  
 پھر آواز نزدیک ملت ہے کہ منانی دیتی رہی تھی۔ اس  
 کے بعد اپنکے ستائیا چاہا تھا۔  
 "آہ۔ اب تو اٹھو۔" حمید خوش ہو کر بولا۔  
 "تھیں کوئی اٹھو شوٹی نہیں ہے۔" شیم نے حرست سے کہا۔  
 "کریں کی لفت میں اس لفظ لئیں تشریش کا کوئی وجود نہیں ہے۔  
 "یہ کیسی آواز تھی؟" اس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ مجھے بھیور اُندھا گونکا اور بہر و بنپا پڑا ہے۔

"وہ اختیاط تھی۔ میں نے کبھی کسی کو وانتے پارے میں  
 تفصیل سے شیم بتایا۔ میری اور اس کی بجز شیم میں فرق ہے۔"  
 "چکو۔ تسلیم کر لے۔ بھروسے۔"  
 "اب میں تھیں فلپ شیرنگٹن کی اس وقت کی تصویر  
 دیکھتی ہوں جب وہ عالمی مقابیتے میں اول آیا تھا۔"  
 اس نے اسپرشن کا ایک پرانا شمارہ اٹھایا تھا اور اس  
 کے درقِ اٹھنے کی تھی۔ "یہ دیکھو۔  
 "کیا دیکھوں؟ سلسلے دار حصی موجھیں شیم رکھتا تھا۔ اب  
 نے فیشن کے مطابق ترکھن گیا ہے۔"  
 "بال پڑھانا اور بیات ہے بایا جان لیکن ذرا غور سے دیکھو  
 نہ صرف آنکھوں بلکہ کانوں کی بناوٹ میں بھی فرق ہے البتہ دونوں  
 کی ناکیں من و عن ایک جیسی ہیں اس لیے پہلی نظر میں یہی مشاہدہ  
 دھوکا دیتی ہے۔"  
 حمیدِ خوب شیش کی مدد سے درنوں تھا ویر کا جائزہ لیتا  
 رہا تھا پھر طولِ سانش لے کر بول رکھتا۔ تم پر ہماری محنتِ خدا نے  
 نہیں ہوئی تو رخصی سلمہا۔  
 "خترکری۔۔۔ پایا۔۔۔"  
 "بایا کی پتی۔ اب کیا ہو گا؟ ریٹا کہاں ہے؟"  
 "آج میں نے اسکے کافی ہیں خواب اور دو دی تھی۔ بے خبر  
 سورہی ہے۔ اس تصور کے سلسلے میں کچھ تجویز کرنے تھے۔  
 "ایک بات اور۔ کیا تم نے اسے بتا دیا ہے کہ کریں باہر  
 گئے ہیں؟"  
 "ہا۔ بتا دیا تھا۔"  
 "کیا ضرورت تھی؟"  
 "اس نے پڑھا تھا جب آٹھ بجے تھے جب ان کی واپسی  
 نہیں ہوئی تھی۔ پھر حال سماخ تھی یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اب وہ اس کے  
 سچان کا پتا لگائے بغیر نہیں مانیں گے۔ سماحت کے بہانے آیا  
 ہے تو پوپس کے ریکارڈ کے لیے کچھ وقت دوسرے شہر وہیں  
 بھی خدا رکھے گا۔"  
 "تم واپسی کچھ زیادہ ہی مبتدا ہو گئی ہو۔"  
 نیم کو اس چھلے پر شیسی آگئی تھی اور حمید نے کہا تھا۔ مجھے  
 یقین تھیں ہے کہ کریں کو اس کی کہانی پر لقین ہی آگئا ہو۔ اب  
 ان کے رو یتے پر خود کرتا ہوں تو۔۔۔  
 رفاقتِ شیم چونکہ پڑی۔  
 "یہ کیسی آواز تھی؟" اس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ مجھے بھیور اُندھا گونکا اور بہر و بنپا پڑا ہے۔

نظر پری۔ سارے بارہ بجے تھے۔  
 "ہیلو۔"  
 "بیبا۔" دوسرا طرف سے آواز آئی۔ "بھروسے گاہے  
 بول رہی ہوں؟"  
 "میری؟" حمید دیڑا۔  
 "آپے سے باہر کیوں ہوتے ہو؟ ذرا جلدی سے بیہان  
 پہنچنے کی کوشش کرو۔"  
 "ستہابو۔"  
 "اہ۔ بی جلدی سے آجائی؟"  
 "وہاں کیا کر رہی ہو؟"  
 "بیسی بتا دی۔ قون پر شیسی کچھ سکو گے۔"  
 "اچھا۔ ارہا ہوں۔" حمید نے کہہ کر دوسرا طرف کی  
 سپلٹ کاونٹ پہنچا تھا اور تسری منزل پر جائے کے لیے  
 لفت کی طرف چل پڑا۔  
 شیم بھر گاہ میں تھا ہی میں تھا ہی میں۔ وہ حیثیت ایک جیسی تھا  
 کہ فریبی بھی خواب گاہ میں موجود ہوا۔ قسمِ چھوٹ بھوٹ کی مدد  
 میں باہر چاہا ہوں۔ تم ریتا کے بھائی کی تلاش جانی دکھو۔  
 "یہی کھر آئے پیری؟"  
 "ہاں جلدی میں ہوں۔ مگر آنے کا وقت نہیں ہے۔"  
 "ریتا کی بھر چل کی تھی؟"  
 "بھر چل کی جو ہر دنیا کی بھر ہوئی۔ اس پریس نے  
 "بھر چل کی جو ہے۔" فریبی نے کھنے ہے جے  
 "جی نہیں۔ نیا امکافٹ!"  
 "فریبی نے اسی طرف دیکھتے ہوئے کہا چڑھا  
 نہ موقوف تھی۔  
 اس کے سامنے میر پریتا کی دی ہوئی تھا دیسی سے  
 ایک تصویر ہے جیسی ہوئی تھی۔  
 "جسخی۔" شیم تصویر پر منکلی رکھتی ہوئی بیٹھا۔ "جگوں بھی  
 ہو تو نہ یا اور دروانے کی طرف ملکوٹ ہوا ہو گی۔ تو چل کے بعد  
 سوچ رہا تھا۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔"  
 "میں سلطان؟"  
 "کہاں پہنچنے سے قبل مجھے نہیں معلوم تھا کہ ریتا اپنے  
 شیرنگٹن کی بھی ہے؟"  
 "میں اب بھی نہیں سمجھا۔"  
 "روپی خان پھر کھا دے گے؟" وہ کیسی کاں تھی؟ اس کے  
 بعد بھی سے فریبی کے رویتے میں تبدیلی ہوئی تھی اور ادب وہ  
 کہیں باہر جا رہا تھا۔ اور کیوں تو کے مطابق وہ کال بھی مقامی نہیں تھی۔  
 \*  
 میں قون کی کھنچی بھی تھی اور وہ اچھل پڑا تھا۔ آج خلاف  
 معمول جلدی سو گیا تھا۔ میر پر اٹھاتے وقت نہیں تھیں پر

میں نہیں سمجھی۔

”پچھے دلوں تک ساڑھہ رہ گی تو سب کچھ مجھوں جا فوجی۔“

”مجھے اپنے میں نہ ڈالوں۔“

”اجھنوف نام ہے آج محلہ میرا۔“

”تم جاؤ۔ میں لکوں میں بیہان۔“

”شکرست جھک مارتی رہ جوہ حیدر دواز سے کی طرف پڑھتا ہوا۔“

”دوسرا ہنzel پر اُس نے لفت روکی تھی اور راہداری میں

اُتر گیا تھا۔

ایہ وہ ریسا کی خواب گاہ کی طرف جا رہا تھا۔

دروازہ بند ہوا۔ قفل کے سوراخ سے آنکھ لکا دی میکن

بے سود۔ کچھ زد کھاتی دیا کیونکہ دوسرا ہافت قفل کے سوراخ میں بھی

لگی ہوئی تھی۔

چھر لوٹنی خواجہ انہم کی خواب گاہ کی طرف بڑھا۔

ہینڈل ٹھیکر دروازہ گھولوا۔ اندر ہلکی روشنی پھیل ہوئی تھی

لیکن وہ چونک پڑا۔ بیتر پر کوئی کبل تانے سوراخ تھا۔۔۔ اس کی

بیویں نکر دیں۔

دبے پاؤں آگے بڑھا پھر اچانک اے اپنی بینیدل پر سنی

اگئی۔ ظاہر تھا کہ نیم اس معاملے میں یہ حد محتاط ہوئی تھی۔ لہذا کیوں

چاہتی کہ خواب گاہ میں اس کی عدم موجودگی کا علم کسی اور کو ہو جائے۔

استراحت کی دلی بناں کی تھی۔ بہرحال اب تو کمرے میں داخل ہوئی

چکھاتھا لہذا کیوں نہ کبل ہزار اطہان ہی کرتا۔

”ماں۔“ سر ہانے سے کبل ہٹا تے ہی وہ چونک پڑا تھا۔

یریاتی گوشتم نے تو کہا تھا کہ وہ اپنے بی کمرے میں سورتی تھی۔ پھر

ریسا کی خواب گاہ میں کون تھا؟ اس کا دروازہ اندر سے مقفل تھا اور

قفل میں بھی بھی موجود تھی اسی لیے اندر جھاںک نہیں سکا تھا۔

اس نے جھوک کھٹھے ہوئے دروازے سے راہداری کی طرف

دیکھا۔ لفت اور پھر جاری تھی۔ شاید نیم نے واپس آئنے کے لیے

اوپر لفت کا بنن دیا تھا۔ وہ جہاں تھا اس کھڑا رہا۔ ریسا کا چہرہ

کبل سے باہر تھا۔ کہری اور پر سکون نہ مدد سورتی تھی۔ پھرے پر مخصوص

طاری تھی۔ حیدر اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ کچھ دری قبل کے انکشافت کی

روشنی میں اسے مخصوص تونہ ہوتا چاہیے۔ لفت و کنک کی اواز آئی۔

”بھی۔“ حیدر دروازے کی طرف تھا۔ نیم لفت سے باہر نکلتی تھا۔

تیر کی طرح اس کی طرف آئی تھی اور بیتر پر نظر پڑتے ہی ششدہ رہ

گئی تھی۔

”کیا مطلب؟“ وہ اس طرف دیکھ کر متوجه انہا میں بولے۔

”میں نہیں سمجھی۔“

”تم نے کیا کیا؟“

”دماغ تو ہمیں چل گیا۔ میں کیوں کرنے لگا؟“

”چھر سہاں کیوں؟“

”تم نے کہا کہ وہ اپنے کمرے میں سو رہا ہے۔“

”میں نے غلط نہیں کہا تھا۔“

”اس کا دروازہ اندر سے مقفل ہے۔ میں نے قفل کے

سوراخ سے اندر جھاںکنے کی کوشش کی تھی۔“

”چھر میرا کمرہ کیوں گھولاتھا؟“

”میں تو ہمیں کسی معقول وجہ کے بغیر تھی۔“

”بابا۔“

”میری بنت پر شہزادی کو دیکھتے تھے اور جس کے سارے میری خواب گاہ

میں کیوں منتقل کر دیا تھا؟“ نیم نے سوال کیا۔

”اس کمرے میں ایک ایج کی تلاشی تھی۔ اس کے

سامان کو بھی دیکھنا تھا۔ کلور و فارم کا اثر جلدی نہیں بھانے ہو رہا تھا۔

”جسے علم نہیں تھا تم اسے خواب اور دوادے بھی ہوتا۔“

”افتم کیجیے اس قسم کو“ حیدر نے تھا۔

”مم۔ مطلب۔ یہ کہیر میری خواب گاہ میں کیسے پہنچی؟“

”میں نہیں جانتا“ حیدر کے بیچے میں تلقی پر مستور برقرار رہی۔

”یہم آگے بڑھ کر ریسا کو ملانے جلتے گی۔“

”فضلول ہے“ دروازے کی طرف سے آواز آئی۔ وہ

چینک کرمڑے۔ فریدی سامنے کھڑا نظر آیا۔

”خود بخود بیدار ہو گی۔ کلور و فارم۔“

”کلور و فارم جی۔“ حیدر اچھل پڑا۔

”بھی کیا مطلب؟“ فریدی اسے گھوڑتا ہوایا۔

”یہ صاحبزادی پہلے ہی بے چاری کو کافی میں خواب اور

دادے چکی تھی۔“

فریدی نے جواب طلب نظاروں سے نیم کی طرف دیکھا۔

”وہ۔ وہ۔ دراصل میں اس سے بیچھا چھڑا کر اسی کے منتقل

چھان بین کرنا چاہتی تھی۔“

فریدی نے طویل سانس لی۔

”میں نے تھیں جسے گاہ میں تھہک دیکھ کر اسے تھہارے

کرے میں منتقل کر دیا تھا۔“ نیم دراصل میں کھڑا رہا۔ ریسا کا چہرہ

”ہم پر جھی سبقت لے جائے کی کوشش کر بھی تھی یہے چاری۔“

حیدر نے کہا اور نیم کی نیئی دریافت سے متعلق بتاتے گا۔

”خوش چھری۔“ فریدی اس کے خاموش ہونے پر بیلا۔

”لیکن آپ نے کیوں سنگھا دیا کلور و فارم۔“

”محض بہت پہلے چھر ہو گیا تھا۔ نیپ شیر نکلنی کی تصادر یہ

ہے جسی بھی باہر کے رسائل میں دیکھ چکا ہوں۔ آدمی سے ساخت۔“ وہ

راہداری میں مرتبا ہوایا۔

”وہ اپنے ریسا کی خواب گاہ میں لا یا تھا۔“

”سوال تو یہ ہے کہ پسے ہی مگر میں اس طرح داخل ہوتا کیا۔“

”معنی رکھتا ہے؟“ حیدر بولا۔

”تم اسے بتاچکے تھے کہ میں باہر جا رہا ہوں مگر نہیں اُذن کا۔“

”اُد جسے جو کچھ بھی دیکھنا تھا اس کی لاعلمی میں۔“

”یہکن انکل اس کو بھی پہنچ کر دینے کے بعد اسے میری خواب گاہ

کے دل کا منسلک کر دیا تھا۔“

”کیا خجالت ہے؟ آج تفریح کی رہی نہ۔“ حیدر نے ناشتے

کے دروازہ ریسا کے پہنچا۔

”میں تو سوچ سوچ کر خعلوڑا ہوتی رہی ہوں۔“ رہداری

عورتوں کے روایتی میو سات، بھی بھیرتے پسند ہے ہیں۔“

”بُس غزارہ سوت۔“ حیدر نے شیل کی طرف دیکھ کر کہا۔

”دہشت کی مژدروت پیش آئے گی۔“ نیم نے سوچا۔

”پہنچا کر میرے جو اے کر دو۔ سب تھک ہوتا ہے گا۔“

”نیم نے حیدر کو ٹھوڑ کر دیکھا تھا لیکن وہ اس کی طرف تو پورہ دیکھ رہا تھا۔“

”دیکھ کر تھا۔“ انہیں غزارہ موت پہنچنے کے تکلیف آداب بھاڑوں کا۔“

”ٹکر کر کیشیں۔“

”ناشترے کے بعد بھی ایسیں اس طرف سے گورنر پر اتحادیں نہ کر سکتے۔“

ریسا نے بے صبری کا مظاہرہ کر دیا تھا۔ غزارہ سوت پہنچ کر آئنے کے سامنے جا چکری ہوئی۔

”اوہ۔ میں تو مغل شہزادی لگ رہی ہوں۔“ اُس نے سہنس کر کہا۔

”بھی مغلوں کا غزارہ ہی یا تو یہی رہ گیا۔ اگر میں اکبر اعظم

کا ساپسہن بہن نوں تو پتھرے میرے پتھرے تالیاں بیجاںتے پھریں گے۔“

”جیوں بولا۔“ حیدر بولا۔

”باقیں بند کر دیا۔“ جانے کی کیا رہی ابھی یہ قومی باتی ہے؟“

”ہاں۔“ حیکٹ کے۔“

”اس کے بعد جو قسم کی میکڑ دیکھتے ہیں تالیاں بیجاںتے پھریں گے۔“

”ریسا کا سوت میں اس طرف سے اپنے اتحادیں نہ کر سکتے۔“

”نیم نے جواب طلب نظاروں سے نیم کی طرف دیکھا۔

”وہ۔ وہ۔ دراصل میں اس سے بیچھا چھڑا کر اسی کے منتقل

چھان بین کرنا چاہتی تھی۔“

فریدی نے طویل سانس لی۔

”میں نے تھیں جسے گاہ میں تھہک دیکھ کر اسے تھہارے

کرے میں منتقل کر دیا تھا۔“ نیم دراصل میں کھڑا رہا۔ ریسا کا چہرہ

”ہم پر جھی سبقت لے جائے کی کوشش کر بھی تھی یہے چاری۔“

حیدر نے کہا اور نیم کی نیئی دریافت سے متعلق بتاتے گا۔

”خوش چھری۔“ فریدی اس کے خاموش ہونے پر بیلا۔

”لیکن آپ نے کیوں سنگھا دیا کلور و فارم۔“

”محض بہت پہلے چھر ہو گیا تھا۔ نیپ شیر نکلنی کی تصادر یہ

ہے جسی بھی باہر کے رسائل میں دیکھ چکا ہوں۔ آدمی سے ساخت۔“ وہ

راہداری میں مرتبا ہوایا۔

”کیا مطلب؟“ وہ اس طرف دیکھ کر متوجه انہا میں بولے۔

”میں نہیں ترتیب دینے سے ایک الکٹر ڈنگ آلات قبضتی

تھا۔“

”نیم نے ترقیت دینے سے کوٹھوری پر ٹکی دے کر صرف دینے دھانک دیا جاتے۔“

چھار رنگ دہلي ۲۳

چھر جید خاموشی سے کافی پیتا رہا تھا۔

”سیہاں موجودگی کا مقصد ہی یہی ہے کہ اس سے میں

بھی کچھ کرنا چاہتے۔“

جید نے سرمخچا کراس کی طرف دیکھا تھا۔

”مشاید تم نقطہ بھی پرچم نہ نہیں ہو۔ ماں میری دانست میں

وہ محض راشے کی چیز تھی۔“

”یعنی وہ پوچھ والادھا کا۔“

”ماں۔ مجھے اس معاملے میں ۔۔۔“

فریدی جید پر ایک بیغیر خاموش ہو گیا۔ اب اس کی توفیق

صدر دروازے کی طرف تھی لیکن جید نے ٹوکر دیکھا ہی نہیں تھا۔

صدر دروازے کی جانب اس کی کفالت تھی۔ فریدی نے باخدا تھا

کہ کسی کو انپی طرف متوجہ کیا تھا اور شاید اشارے سے بلا یا جی تھا

کیونکہ آنے والے نے قریب پہنچنے میں تاریخیں کی تھیں۔

”یہچہ جاؤ۔“ فریدی نے بائیں جانش والی گزی کی طرف

دیکھ کر کہا۔

”شکری۔ جناب۔ عزت افزائی۔“ نوارِ گھنیما تاہمہ بیکھڑا۔

جید اُسے پہچا تھا تھا۔ وہ بھی ایک تو در سس کیا ہے۔

تحا لیکن وہ نہیں تھا جس کا تذکرہ فریدی کچھ دیر قیل کر جا تھا۔

”کیا مجھ سے کوئی قصور ہے جو اے کرن صاحب؟“

”ہمگو نہیں۔ میری توجہ کا مقصد ہر حال میں یہ نہیں ہوتا

کہ کسی کسی پر کوئی ازادِ امام رکھنا چاہتا ہوں۔“

”بہت بہت شکری جناب۔ دراصل میرا پڑھا ایسا ہے۔“

کہ صدر کا لکھی رہتا ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ سیہاں کے سارے

کا یہد ایک جیسے نہیں ہیں۔“

”میں جانتا ہوں اور تم لوگوں میں صرف ایک ہی ایسا

آدمی ہے جس سے پوچھ کوڈ پچی ہو سکتی ہے۔“

”میں سمجھ گی لیکن آپ یقین فرمائیے کہ میں اس سے بہتر

سوگو کے قابل ہے۔“

”مجھے اس کا علم ہے۔ دراصل مجھے کئی دن سے بد گول کی

تلائی ہے۔ آخر وہ ہے کہاں؟“

”غوری طور پر نہیں تیاسکوں گا لیکن اگر آپ دو تین گھنٹے

دے سکیں تو پوری معلومات فراہم کر کے آپ کو مطلع کر دوں گا۔“

”دو تین گھنٹے بہت ہوتے ہیں۔“

”اس سے کم وقت میں ممکن نہ ہو گا۔ اس کا بزرگس بہت

چھار رنگ دہلي ۲۵

”وہیں جہاں سے برآمد ہجھا تھا۔ اسی طرح سوت کیس کی دریافتی تھیں رکھ کر سوت کیس کی دریافتی سلامانگ کر دی جائی گی۔ وہ اندازہ نہیں کر پائے گی کہ اسکے بھی اور جیسی بھی گیا ہو گا لیکن یوقوت ضرورت متوہہ آئے کو کار آمد پائے گی اور اس کا نقش ہی دوڑ رکھے گا۔“

”چھر جیکی سے معلوم ہو سکے گا کہ وہ کیا کرنا چاہتی ہے؟“

”تو قسم کے مشترک ہو۔ سب کچھ سامنے آ جائے گا۔“

وہی کافی ہے آیا تھا۔ فریدی نے خاموشی اختیار کر لی۔

جید پاپ کو واٹس ٹرے پر رکھ کر کافی بناتے رکا۔ دن کی سڑائی

گیارہ بجے تھے۔ پاہر سر ہوا جل رہی تھی لیکن نیا گام کا اٹر کر دشمن

مال خاص اسلام وہ حسوس ہوا تھا۔

فریدی نے جید سے کافی کی پہاڑی لیتے ہوئے کہا۔

”شیلیفون بوجھ والی کالی جی سوتھے تھیں رہی۔“

”کیا مطلب ہے؟“ جید سیدھا ہو چکا۔

”سامنے کی بات ہے۔ قلب شرمن کے بال تھے صاف

ہیں۔ شاید اسے ان معاملات کا علم تک نہ ہو۔ خود ریتا کسی بُرے

آدمی کے بھنگے چڑھ گئی ہوا درود اتنا بآخیر آدمی ہے کہ شتم کے پارے

میں بھی سب کچھ جانتا تھا۔“

آپ کو کچھ یاد آیا ہے۔“

”وہ لگ معاشرہ ہے۔“

”تو گویا آپ اس کی ترکیب بھی پہنچ چکے ہیں۔“

”اس حد تک جاتا مبارقر ہو گا۔ کیونکہ میں اس کے سامنے

میں ابھی تک کسی خاص تجھے پہنچ پہنچ سکتا۔“

”کسی اچھے آدمی کی نہیں تھی۔“ ہو سکتا ہے کہ تم اے جانے

ہی نہ ہو۔“

”پھر بھی نام تبادلے میں کیا حرج ہے؟“

”بیدرول۔ غیر لکھیوں میں اسی نام سے پہچانا جاتا ہے۔“

”میں جانتا ہوں۔ کائیڈ پر راحسن۔ عام طور پر بدروں

کہلاتا ہے۔ نیز ہلکی اُسے بیدرول ہی کہتے ہوں گے۔“

”مجھے اور تھیں اس سے دور ہی رکھ دیکھا چاہئے کہ

وہ کیا چاہتی ہے؟“

کی کوشش کی تھی۔“

”تو پھر آپ نے کیا کیا؟“

”ریٹا کا آنکھ تفتیز کیا کہاں ہے؟“

شماگا کے ڈائیگ مال میں ملا۔

”کیا خبر ہے؟“ فریدی نے پہلا سوال کیا تھا۔

”خیر آپ کے پاس ہو گئے۔ مجھے تو اپنی ہی خیر نہیں۔“

”کیا وہ دونوں سر کے یہے جائیں گی؟“

”بھی کی جا چکی ہوں گی۔“

”بھی ہوتا چاہئے تھا؟“

”میں کافی پہلوں کا جید گزری کھسکا ہا ہو گولا۔“

”خیز دیپنا“ فریدی اُسے عنور سے دیکھتا ہو گولا ”غلاب

شرمن کا سراغ مل گیا ہے۔“

”قلب شرمن کا۔“

”وہ نیہاں بھی نہیں آیا۔ اس وقت ہیرس بھی موجود ہے۔ وہاں

کے ایک کلب نے جھہ ماں جبل اس کی خدمات حاصل کی تھیں۔“

”تو پھر ریٹا شرمن کی تھیں۔“

”اسی کی بہن ہے۔“

”بات بھی سیں نہیں آئی۔“

””سماں نے ”بہت بہتر“ کہتے ہوئے ریٹا کریڈل پر رکھ

دیا تھا۔“

”مجھے افسوس ہے ریٹا۔ میں تمہارے سامنے جا گکوں کا۔“

”اچاک دفتر میں طلب کر لیا گیا ہوں۔“ اس نے سمسی صورت

بناؤ رکھا۔“

”یہ تو بہت بھاہو۔“ ریٹا نے کہا اور شتم کی طرف دیکھنے لگی۔

”کوئی فرق نہیں پڑتا۔“ شتم بولی۔ ”ہم جاتیں گے۔“

”دیکھنے خوش مذاق آدمی ہیں۔ فرق تو پڑے گا۔“

”میں بھی چڑھ چڑھی اور بد دماغ نہیں ہوں۔“

”ارے یہ طلب نہیں تھا۔“

”اچھا۔ باتی باتی۔“ جید ہاتھ ہلانا ہجھا باہر نکلا۔

”متوہی اور بعد اس کی کاہڑی نیا گاں طرف جا رہی تھی لیکن

اس کا ذہن گھری پر رہ گی تھا۔ پھر جیل رات کے

سے وہ ریٹا کو بہر دلت نظر میں رکھنا چاہتا تھا۔ پتا ہیں اس نے

کس مقصود کے تحت شتم کو ادا کارنا یا تھا۔ وہ فریدی کے گھر میں

کیا رکھنا چاہتی تھی؟ اس کے بعد آن لفظ زندگی کی موجودگی کیا ہی رکھتی

تھی؟ پھر سب سے پہلی بات تو یہ کہ کیا شتم اس پر نظر رکھنے کے لیے

کافی تھی؟ اگر وہ اتنی ہی باصلاحیت ہوئی تو اس کے فریدی میں

کیوں آ جائی؟

اے قاصی تیرز ففاری سے راستے کرنا پڑتا تھا۔ فریدی

اور تھیس تاریک شیشور کی عینک میں چھپ جائیں گی۔ پوری تیاری کے بعد جب مگرے نکلنے کی نوبت آئے ہیں میں والی تھی۔ فرن کی چھپ ماڈل کے پہلے تھی۔ ”میں کیا تھی میں تھی۔“

”دیکھو۔ کون ہے؟“ ”محمدیز اسی سے بیرون ہے۔“

”میں پہلے تھی۔“ ”میں کیا تھی؟“ ”میں کیا تھی؟“

”میرا خالہ ہے کہ فریدی کی آواز سماں دی۔“ ”میرے متوفی ہوئے ہوئے سے کیا ہوتا ہے؟“ ”فریدی کے“

”اے نیم پرچھوڑو۔“ ”میں کب سریا تھا۔“ ”چھر رہا ہو۔“

”نیا گاہیں تھیں اسنتھر ہوں۔“ ”جید رکھنا کر جو۔“

”جید نے ”بہت بہتر“ کہتے ہوئے ریٹا کریڈل پر رکھ دیا تھا۔“

”مجھے افسوس ہے ریٹا۔ میں تمہارے سامنے جا گکوں کا۔“

”اچاک دفتر میں طلب کر لیا گیا ہوں۔“ اس نے سمسی صورت

بناؤ رکھا۔“

”یہ تو بہت بھاہو۔“ ریٹا نے کہا اور شتم کی طرف دیکھنے لگی۔

”کوئی فرق نہیں پڑتا۔“ شتم بولی۔ ”ہم جاتیں گے۔“

”دیکھنے خوش مذاق آدمی ہیں۔ فرق تو پڑے گا۔“

”میں بھی چڑھ چڑھی اور بد دماغ نہیں ہوں۔“

”ارے یہ طلب نہیں تھا۔“

”اچھا۔ باتی باتی۔“ جید ہاتھ ہلانا ہجھا باہر نکلا۔

”متوہی اور بعد اس کی کاہڑی نیا گاں طرف جا رہی تھی لی

کیونکہ اب مجھے حقیقتاً باہر جانا پڑے گا۔  
”میں نہیں سمجھتا۔“  
”یہ آر مڈ کار تھارے استعمال میں رہے گی۔“  
”آپ کہاں جا رہے ہیں؟ اور یہ کس پر نہ رکے کیا تھی؟“  
”کیا تم طوٹے والی کال بھجوں گئے؟“  
”قطعاً نہیں۔ لیکن اس سے بھی زیادہ وہ دھماکا یاد آتا رہتا ہے جو یہ سے بھی صیغھ رہے تھا۔“  
”لیکن تم زندہ ہو تو فریبی نے پر اشتوش بھجے ہیں تھا۔“  
”حالانکہ ایسا نہیں ہوا چاہیے تھا۔“  
”سہو جاتے کا جیب اپنے دن پورے کر چکے ہو گے۔“  
”اچھا تو بھر طوٹے ہی کی بات کیجیے۔“  
”وہ روپی خان کا طوطا ہے۔“  
”یہ روپی خان کس جنگل سے تعلق رکھتے ہیں؟“  
”شمال کو بستائی علاقے کا ہے تاج یاد شاہ۔“  
”خان دوڑاں کے علاوہ تو اور کوئی بھی شمال میں ایسا نہیں ہے۔“  
”اس کی بیوی اسے روپی خان کہتی ہے کیونکہ وہ اعلیٰ ایک بہت بڑی کان کا مالک بھی ہے۔ کہروان کی بچی کا نام ہے۔ خانم سعدیہ بہت ذہین حورت ہے۔“  
”اور اس نے ایک ایسا طوطا پال رکھا ہے جو سرکاری سراغ رسانوں سے بھیزی ڈھی کرتا رہتا ہے۔“  
”خانم سعدیہ کو پر نہ سے صحیح کرنے کا شوق ہے خصوصیت سے یہ شمار اقسام کے طوٹے پال رکھے ہیں۔ میں نے کمی سے ٹھاکر افریقی کسی نسل کا ایک طوطا ایسا بھی ہے ان کے پاس جوڑ صرف آدمیوں کی طرح یوں لکھتا ہے بلکہ جو کچھ اس سے کہا جائے سمجھ بھی سکتا ہے۔“  
”واقعی بہت سمجھدار معلوم ہوتا ہے۔ روپی خان کو بھر کھاتے کا مشورہ دے رہا تھا۔“  
”خان دوڑاں کو جو اہرات کا بخطہ ہے اور اسی بناء پر خانم سعدیہ کا خیال ہے کہ اس سضم کرست تو شاید بچھر کھاتے بھی گنا۔“  
”شاید بچھر کو جڑانے کے لیے اس نے طوٹے کویں پڑھا دیا ہے۔“  
”اوہ مختمن آپ کو بنایا ہے کوہ سین فون پر سخواری ہی تھی۔“  
”تم سمجھے نہیں۔ میرا خیال ہے کہ کسی دشواری کی بناء پر میری توجہ اپنی طرف مبنیول کرنے کے لیے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا ہو گا؟“

چہار رنگ مری

۲۷

”چہار پنچ کا نئے تھا۔“  
”تم میرت کیسے جاؤ میرا کیا بگرتا ہے؟“  
”کیا آپ مجھ سے اس کا حقیقی چیز لیتا چاہتے ہیں؟“  
”ڈیسپوچم۔ میں جانتا ہوں کہ درول کہاں مل سکے گا لیکن میں صرف اس تک پہنچنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس کی تلاش ہے۔“  
”اس سے کیا ہو گا؟“  
”وہی جو اس لا حاصل دھاکے سے ہو گا تھا۔“  
”یعنی آپ اس سے کسی غلط فہمی میں بنتا رہتا چاہتے ہیں؟“  
”فریبی کچھ نہ ہو لا۔ آر مڈ کا تیرز فقاری سے کسی نامعلوم سرزل کی طرف امڑی جا رہی تھی۔ میدنے پاپے میں تباکو بھر کر ریا سلامی دکھانی تھی اور پلکے پلکے کش لیتا رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے دھاپ پکھوچھتا ہی شجاعت ہو۔“  
”آر مڈ کا راجہی شہری صدو دسیں داخل نہیں ہوئی تھی۔“  
”دفعہ ایک چکر فریبی نے گاڑی بانیں یا اسی براں کے کنارے اٹا کر رہا ہے۔“  
”فریت۔“ حمید چونک پڑا کہ ان دنوں اسے چونکنے کی عادت سی ہو گئی تھی۔  
”خبریں۔“ فریبی ٹھہری پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔ پھر اس نے ٹرانسپر کا سوچ پنج آن کر دیا تھا۔  
”مکوڑی دیر بعد آواز آئی۔“ بیلیک تھریں کانگ۔  
”پسرو۔ ہارڈ اسٹون۔“  
”ہارڈ اسٹون۔ بیلیک دن بھری۔ ریلر رکھری دن۔ اور دن۔“  
”اندازہ درست تھا۔ وہ کسی دشواری میں ہے براہ راست۔“  
”۔۔۔ رابطہ قائم نہیں کر سکتا۔ اور“  
”کیا تم اس سے ملے ہوا اور؟“  
”نہیں۔ حالات کا دُور ہی سے جائزہ لیا ہے۔ اور“  
”کیا وہ محل میں موجود ہے اور؟“  
”میں بھی اطلاع میں ہے۔ اور“  
”کیا وہ پرندہ بھی وہاں موجود ہے اور؟“  
”میری تفیش کے مطابق وہ بقید حیات ہے اور اس نے کیا کوئی تھی۔“  
”اوہ رائیڈ آئی۔“ فریبی نے کہہ کر ٹرانسپر کا سوچ آٹ کر دیا۔  
”یہ پرول اتنا ام ہو گیا ہے؟“ حمید ریاس اس امنہ بناؤ کر بولا۔  
”سوال یہ نہیں پیدا ہوتا اور اس تو تم یہ اسے دکھو گے اسی کی محسوس ہوتا چیز کی متشرع ہوتا ہے ایک ایک لفظ پر خود کو تھی جو بھی وہاں موجود ہے اور“  
”کیا وہ پرندہ بھی وہاں موجود ہے اور؟“  
”میں کیا کہے۔ ورنہ میں یہ ہوش ہو جاؤ گا۔“

”میں بھی حقیقتاً نہیں ہوئے۔“  
”میں تو اپنے نہیں جانتے۔“  
”کبھی اس کی طرف توجہ دیتے کی مزدورت نہیں محسوس کی۔“  
”جناب عالی۔ وہ غیر ملکی لوگوں کا کاروبار کرتا ہے۔“  
”خوب۔ نئی اطلاع ہے۔ میں تو صرف یہ جانتا تھا کہ وہ قوڑی کیے دیسی منشیات فراہم کرتا ہے۔“  
”نشے بازار کیاں جب اپنی جیب خالی کر بیٹھتی ہیں تو وہ اپنی کے ذریعے اپنی جیبیں بھی بھرتا ہے اور ان کی بھی اور خود بھی ان کی مگر ان بھی کرتا رہتا ہے۔ لہذا یہاں امشکل ہوتا ہے کہ کب کہاں کس کے ساتھ ہو گا، اور پھر سو دے ہوتے ہیں۔“  
”اپنی بات ہے۔ تم مجھے اس بیرونی اطلاع دے سکتے ہو۔“  
”فریبی نے جیب سے پرسنل نکالنے کی چاہس کا ایک نوٹ کھینچا اور اسی پر فون بیٹھ کھنٹنے لگا۔  
”اس کی مزدورت نہیں کر لیں صاحب۔ مجھے شرمندہ تر کیجیے۔“  
”لکھو۔“ فریبی نے نوٹ تکر کے اس کے کوٹ کی اندر قبیل جیب میں رکھ دیا۔  
”جلد از جلد۔ رنگ کرنے کی کوشش کروں گا جناب۔“ کاہیز  
”اٹھتا ہوا بولا۔“  
”اس کے چلے جانے کے بعد حمید کھنکار کر بولا۔“ شاید سیلی بار آپ سے بہ پریزی سرزد ہو گئی ہے۔“  
”اس کی محنت کا معاوضہ۔ حالانکہ وہ اس کے بغیر بھی میرے یہ معلومات فراہم کرتا۔ اپنی نندگی بچانے کے لیے جتنے بڑتے ہیں“  
”فریبی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہو گا۔“  
”کمال ہے۔“ آپ کی آواز تھی۔“ وہ بالآخر بولا۔  
”کبھی کیا میری نندگی اتنی اڑاں ہے کہ میں اسے پچانے کے لیے کچھ خرچ بھی نہ کروں۔ میں شاید نہیں محسوم کہ آج صحیح سے جھکے کی آر مڈ کا راستا ہوئے ہوئے کیا تھا۔“  
”لکھو؟“  
”چلے گی صدماں بار آپ خطرات میں پڑے ہیں لیکن اس حد تک بھی محتاط نہیں ہوئے۔“  
”پہنچے ہے وقوف تھا۔ اب حملمند ہرگیا ہوں چلوا ہو۔“  
”فریبی اٹھ گیا تھا۔ کاڈنری کی جانب پڑھتا ہوا بولا۔“ اسی ایک بار بچھر آنکھیں پھاڑ کر فریبی کو دیکھا رہا تھا اور کوٹ کی جیب

کارے جس ادی کے رابطہ قائم کرنا تھا اس کا نام کاراس بلا بلو  
بتایا گیا تھا۔ ہدایات کے مطابق وہ سیاحوں کی ایک قوتی کے  
ساتھ اسٹریپرٹ سے شہر کی طرف روانہ ہوا تھا۔ دونوں ایک  
ہو گلیں میں قیام رہا تھا۔ پھر جب سیاحوں کی قلعی آگے بڑھی تو اس  
تھی رفت سفر یا نصائح تھا لیکن اس سے قبل کروہ ان سیاحوں  
کی تقلید کر سکت اس کے کرے کے دروازے پر دستک ہو گئی تھی۔  
”کون ہے؟ اندر آ جاؤ؟“ اس نے اورچی آوازیں کہا۔  
ہینڈل گھوڑا تھا اور دروازے کو دھکا دے کر اسی کو  
شل کا ایک اجنبی گرسے میں داخل ہوا تھا۔

”وقت پیدا ہوئے اس نے کہا۔  
”ٹوری پیدا ہوئے“ ٹوری نے تصحیح کی اور غیر ایسا۔“ تم

کون ہو؟“  
”جیری وہلم“ اس نے مصافی کے لیے ہاتھوڑھاتے  
ہو گئے کہا۔

”ٹوری کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ جیری کا جھرو اتر گیا۔  
”مکہم میرے ساتھ چلنا ہے؟“ اس نے لرزتی ہو گئی  
آوازیں کہا۔

”کیوں؟“ ٹوری کی سرخ مرخ آنکھیں حلقوں سے ابھر  
آئیں۔ گروہ کے ٹکڑے زیس وہ سب سے زیادہ خطرناک آدمی  
سمجا چاتا تھا۔

”بیب۔ یاس کا حکم“

”میں پراہ و راست کوئی بیانات آئی ہے؟“  
”مکہم۔ کاراس بلا بلو کا حکم ہے؟“

”ایں نہیں جانتا یہ کون ہے؟“

”اس سے کوئی فرق نہیں پوچھا۔“ ٹوری پیدا ہوئے۔  
”مرٹر۔“ ٹوری جڑا نہ دوائے انداز میں بولتا۔ ”پیدا ہو  
سنیں صرف ٹوری کم ہاتا ہوئی۔“

”نیک ہے۔“ جیری اسے پرتوں شیش نظر دیں۔  
لپور دیکھتا ہوا بولا۔ ”کوئی ہیں سے آئے۔ یہاں کاراس بلا بلو  
ہی کا حکم چلتا ہے۔“

”نچے کہاں چلنا ہوگا؟“

”ایک جریے میں۔ کاراس وہیں ہے۔“  
”چلو۔“ ٹوری نے بے پرواہ سے شاون کو خیش دی۔

”مکہم ہوتا ہے بیوں کی ادائیگی کردی گئی ہے۔ اپنے ایک  
اخواں اور باہر نکل جاؤ۔“

یہاں آنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے؟“  
”پوری طور پر نہیں۔ اسکتا کیونکہ گاڑی فی الحال موجود نہیں  
ہے اور میں اس وقت چہاں ہوں وہاں چھٹے۔ میں بھی نہیں مل سکتی۔“  
”تب پھر جب دل چاہے۔ پرتوں کے تھانے میں تشریف  
الجی تک اس کی سمجھیں نہیں اسکا تھا۔ میں اتنی سی بات پر کسی نے  
ٹوٹے کی زبانی فون پر ان سے پھر ہم اس آدمی کو نہیں چھوڑ سکیں گے؟“  
”اُسے کرنل فریڈی نے بدروں کی تلاش میں روشنی کیا تھا۔“  
”اگر میں آپ کی آواز بھی پہچان سکت تو عرض آپ کی  
فون کاں ہی کافی ہوتی تھیں ایسے حالات میں۔“  
”یہیک ہے تم اسے تھانے لے جاؤ۔ میں تھوڑی دیر  
بعد پہنچوں گا۔“

”بہت بہتر“  
پھر سلسہ منقطع ہونے کی آواز آئی تھی۔ حمید نے بھی  
رسیوور کو دیا اور لینڈ آواز میں پڑا۔ ”اب فرمائے ایک  
آدمی کی لاش زیادہ اہم ہے یا ایک اسٹوکریت کے طوٹے کی  
بکواس یعنی جناب کو مطلع کس پتے پر کیا جائے؟“  
قریباً ایک گھنٹے بعد آرمڈ کار واپس آئی تھی جسے  
چکور قتل فریڈی نے یہاں میں گفتگو کی تھی۔  
”مکہم حمید“ اس نے پیشاف پر ٹکنیس ڈال کر کہا۔  
”ازٹل صاحب کو بلا یتے جناب“  
”کیا بات ہے؟ تم مجھے روپور دے سکتے ہو۔ کرنل  
صاحب فی الحال موجود نہیں ہیں۔“

”مم۔“ میں پوچھیں کی حوصلہ میں ہوں جناب۔“  
دوسری طرف سے آواز آئی۔ حمید نے تھویں سکر پر پڑھا۔ ”لیکن  
”مجھے ایک جگہ کے بارے میں معلوم ہوں تھا کہ بدروں  
واباں موجود ہے تیس پیچا تو اس میں افراد ہوں گیا۔“

”صلدی سے تباہ کیا بات ہے؟“  
”یہاں پوسٹس پلے سے موجود تھی کیونکہ یہاں بدروں  
کی لاش ہی ہے۔“

”اوہ۔“ حمید نے طویل سانس لی۔  
”اب میں رسیوور اسکرٹ صاحب کو دے رہا ہو۔“  
”میری جان بچائیے۔“  
یعنی رقومات کی ادائیگی کا نچھوڑ دیتا ہے یا پھر پریس سے مل کر  
گروہ کو توڑنے میں مدد دینے کی کوشش کرتا ہے پھر ٹوری بیسے  
لوجوں کا ہام اسے تلاش کر کے وصولیاً پر کرتا اور اس کے بعد تدقیق  
کر دیتا ہوتا ہے تکینہ بات اس کے دہم و گمان میں بھی نہیں تھی  
کہ کبھی اسے کسی ایشیانی ملک کا ہمی سفر پڑے گا۔ یہاں پہنچ

چہار رنگ دہلي ۲۹

پڑھ گیا۔ عمارت خاصی کشادہ اور جدید طرز کے مطابق آرٹ  
بھی شایستہ ہوئی تھی۔ پوری عمارت کا چڑھا گھنٹے کے بعد  
وہ اس کرے میں آمد ہجھا چہاں فران تھا۔ روپی خان والا معاملہ  
الجی تک اس کی سمجھیں نہیں اسکا تھا۔ میں اتنی سی بات پر کسی نے  
ٹوٹے کی زبانی فون پر ان سے پھر ہم اس آدمی کو نہیں چھوڑ سکیں گے؟“  
اختیار کر لیا تھا مسندی تو نہیں کہا۔ جسکی تھی۔ پھر اسے وہ  
کمال یاد آئی جو آرمڈ کار کے ٹانگی پر ہوئی تھی۔ میک فورس کے  
کسی مجرم نے غالباً خان دوڑاں پر علاقے سے فریڈی کو کمال کیا تھا  
تو کیا سچی تھی خان دوڑاں ایسے ہی حالات سے دوچار ہے کہ فون  
پر اسے علامات کا سہارا لینا پڑا تھا لیکن وہ اپنے علاقوں میں  
اتباً جبور تو نہیں ہو سکتا۔ وہاں کون اس سے آنکھیں ملا کرنا دفعہ  
فون کی گھنٹی پر اسکی تھی۔ حمید نے رسیوور اٹھایا۔

”جیسا کوئی“  
”کون صاحب ہیں؟“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ کمال  
کرنے والا اس گائیڈ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا جس سے  
چکور قتل فریڈی نے یہاں میں گفتگو کی تھی۔  
”مکہم حمید“ اس نے پیشاف پر ٹکنیس ڈال کر کہا۔  
”کیون فراہنے لگے ہو؟“  
”اُگر اسی بات ہے تو پھر شادی میری شادی کا وقت  
قریب آگی ہے۔“

”میں تھیں اب جس عمارت میں چھوڑوں گا وہیں کا  
فون نہیں اس گائیڈ کو دیا تھا۔“  
”فریڈی کھڑی کی دیکھتا ہوا بولا۔“ تم اس کی کمال رسیوو کے  
لپور دہماں سے کہیں اور نہ جانا۔“

حمدید کچھ تبول۔ گاڑی پھر فارمکٹ نے لکی تھی۔ شہر سے  
باہر ہی حمید کو ایک عمارت کے سامنے آتا رہا۔ اگر اور فریڈی  
نے تھویں کا ایک چھا اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ ”گاڑی  
چکور بعد واپس پہنچ جاتے گے۔“ ٹوری تھوڑے کوچھ دی دینا۔  
”تو کیا عمارت بالکل خالی ہے اس وقت؟“ حمید نے پوچھا۔  
”ہاں۔ میں یہاں نہیں تھا۔“

قبل اس کے کہ حمید کوئی اور سوال کرتا۔ فریڈی نے  
اکسیسٹریٹ پر پیر کو دیا تھا۔ گاڑی فرٹے ہے جوڑ آگے نکلتی  
چل گئی۔ چھاک مغلیق تھا۔ حمید نے لمحے سے کنجی مخفی بر  
کے قفل کھولا اور کپڑوں میں داخل ہو کر رہا تھی جسے کی طرف

”کیا ڈشواری ہو سکتی ہے؟“  
”شاید تم اپا ذہن کیس اور جھوڑ آئے ہو؟“  
”آرمڈ کار کے باہر“  
”اگر بھے یہ خدا شہر کے میری فون کاں کہیں سے تیپ کے  
لیکر گئے ہے؟“  
”ختم کرو۔“ فریڈی گاڑی کا جن اسٹارٹ کرتا ہوا بولا۔  
”جو کچھیں کرتا ہے۔ اس پر توجہ دو۔“  
”میں نہیں جانتا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟“  
”لوری بیڈ سر کی تلاش جاری رکھنا اور بوجھ والے دھماکے  
کی تفیش کے سلسلے میں بدروں پر زور دیتا۔“

”ضروری نہیں کروہ اعزازات ہی کر لے۔“  
”ذکر سے میکن کم ازکم تمہارا اٹھاں کے گریبان تک  
تو پہنچا جائیے۔“

”میں دیکھوں گا۔“ حمید کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ”تو پہر حال  
آپ شماں کی طرف سفر فرمائیں گے۔“  
”میری سمجھیں نہیں آتا کہم آج کل صورت سے بھی  
کیوں نظر آنے لگے ہو؟“

”اگر اسی بات ہے تو پھر شادی میری شادی کا وقت  
قریب آگی ہے۔“  
”میں تھیں اب جس عمارت میں چھوڑوں گا وہیں کا  
فون نہیں اس گائیڈ کو دیا تھا۔“  
”فریڈی کھڑی کی دیکھتا ہوا بولا۔“ تم اس کی کمال رسیوو کے  
لپور دہماں سے کہیں اور نہ جانا۔“

حمدید کچھ تبول۔ گاڑی پھر فارمکٹ نے لکی تھی۔ شہر سے  
باہر ہی حمید کو ایک عمارت کے سامنے آتا رہا۔ اگر اور فریڈی  
نے تھویں کا ایک چھا اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ ”گاڑی  
چکور بعد واپس پہنچ جاتے گے۔“ ٹوری تھوڑے کوچھ دی دینا۔  
”تو کیا عمارت بالکل خالی ہے اس وقت؟“ حمید نے پوچھا۔  
”ہاں۔ میں یہاں نہیں تھا۔“

قبل اس کے کہ حمید کوئی اور سوال کرتا۔ فریڈی نے  
اکسیسٹریٹ پر پیر کو دیا تھا۔ گاڑی فرٹے ہے جوڑ آگے نکلتی  
چل گئی۔ چھاک مغلیق تھا۔ حمید نے لمحے سے کنجی مخفی بر  
کے قفل کھولا اور کپڑوں میں داخل ہو کر رہا تھی جسے کی طرف

گا یہ سیزرنے کہا۔

"تم کہاں چلے؟" توڑی نے سوال کیا۔

"این دیوبن پر۔ میرا کام اس وقت اتنا بھی لختا تھا تھیں  
یہاں تک پہنچا دوں۔"

دہ بھی میں دیا۔ توڑی جھنجراہست میں بھٹکا ہو گیا تھا اسی  
دشمنتک اُسے وہیں بیٹھے رہنا تھا۔ اس نے بازیںڈر کی  
ٹرف دیکھا ہو چکے ہی کے اس کی طرف دیکھ رہا تھا پہلی بُلگت  
اور عجیبی ناک والا ایسا الہامی تھا۔ توڑی اس کی صحیح قومیت کا  
اندازہ نہ کر سکا۔ مشرقی یورپ کے کسی بھی ملک کا باشندہ ہو سکتا تھا۔  
کیا تم کچھ بینا پسند کرو گے میر؟" بازیںڈر نے دفعتہ کا ذرا  
پر جھکتے ہوئے رازدارانہ لیچے میں پوچھا تھا۔

"نہیں۔ شکریہ۔"

وہ تیچھے بہت گیا تھا اور خواہ خواہ ریک سے ایک  
بوتل نکال کر پڑے سے اس کی صفائی کرتے گیا تھا۔ توڑی نے  
سُکریت سُکھایا۔ یہاں اسے اجنبیت نہیں محسوس ہو رہی تھی۔  
مالاکہ ویر جو میری تھیک کرتے پھر رہے تھے، رنگداری لوگ  
تھے لیکن ان کے چلنے پھرنے کے انداز میں اسی کے ملک والوں  
کی نقاوی باتی جاتی تھی۔ شاید انہیں خصوصیت سے اس کی زندگی  
دری گئی تھی۔ دفعتہ کا ذرا نظر پر رکھتے ہوئے فون کل ٹھنکی بھی تھی۔ بار  
بیشنہ لیتے میرید امتحا کر ماڈھتھ پیس میں کہا۔ "میں باس۔"  
چھراس نے کنکھیوں سے توڑی کی طرف دیکھتے ہوئے  
کہا تھا۔ "اوے کے باس۔"

ریشمہور کریڈل پر رکھ کر توڑی سے بولا۔ اب تم باس کے  
کرسے میں جاتھے ہو مصڑا۔"

توڑی نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔ "کہا جا رہے؟"  
بازیںڈر نے باشیں جاپن والی راہداری کی طرف اشارہ  
کرتے ہوئے کہا۔ "دانہنی جاپن پاپنچاں دروازہ۔ دروازہ کھول  
کر اندر چلے جانا اسکی تکلف کی مزدورت نہیں۔"  
"شکریہ۔ توڑی راہداری میں گھوم گی۔ پاپنچی دروازے  
پر کاراں کے نام کی تخت نظر آئی تھی۔"

اس نے ہیئتہل گھما کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوتے  
ہی شکر کر رہے گیا کیونکہ کرسے میں ایک دیواریت سیاہ فاماً اُنی  
کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں دکھانی دیا تھا۔ وہ اسی کے ملک کی کالی  
نشل کا فرد بھی ہو ملک تھا اور کوئی افرادی بھی۔

"دروازہ پنڈ کر دو۔" اس نے تھکنا نہ لیجے میں کہا تھا۔

چہار رنگ دلی ۳۱

"میں نہیں سمجھا۔" توڑی اسے غور سے دیکھا ہوا بولا۔

"قدم قدم پر تھا راخون کھوئے کا۔ میں خود کو قابوں لکھا۔"

"کیا وہ اپنے اڈیسول کو حقیر سمجھتے کا عادی ہے؟"

"خود ہی دیکھ لو گے۔"

"تے تو شاید مجھے واپس جانا پڑے گا۔ مجھے اڑا کو پڑے

وہلوں سے اختلاف ہو جائے تو اس کا خطرہ اکتا ہوں۔"

"یہاں اس سے گریز کرنا۔"

"و دیکھا جائے کا۔" توڑی نے بے پرواں سے شانوں کو

جنیش دی۔

سیزرنے گھری پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "میں اب تیار ہو

جاو۔ اُس نے تمہیں طلب کیا ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ میں واقعی دشواری میں پڑ گیا تھا۔"

توڑی پریڑا یا تھا۔

"سہلے پہل میں نے جی سبی محسوس کیا تھا لیکن اب عادی

ہو گیا ہوں۔"

"چلو۔ اب تباہیوں نیک عادی بھوول گایا۔" توڑی چل پورا

کیے بغیر خاموش ہو گیا تھا۔

اس بار بار کوئی گھاؤں کی ان کی حشر نہیں تھی۔ پیڈلہ ہی ایک

جانب روائے ہو گئے۔

"خوب صورت بھر رہے ہے۔" توڑی نے کہا۔

"اوروہ اسے جنت بنادیئے کا ارادہ رکھتا ہے؟"

"خراخوروں کی جنت۔" توڑی ہنس چڑا

"بہت سخت آدمی ہے کاراں۔"

"آدمی نہ کہو۔ درندہ ہے۔"

"خوب۔" توڑی طنزے انداز میں بولا۔ تو مجھے یہ ہنسی

پانیدہ رہنا پڑے گا۔"

"میں نہیں جانتا کہ تمہاری می خیبت کیا ہوگی؟"

"کیا تم بھی میری بھی طرح یہاں آئے تھے؟"

"میں نہیں سمجھا۔"

"مطلب یہ کہ تمہیں بھی نہیں معلوم تھا کہ یہاں کیونکی

گئے ہو؟"

"تماں بھی مذکور تھیں۔"

"تمہارے ذمے یہاں کیا کام ہے؟"

"میری ایک بات مانو۔" سیزرنے سوال کا جواب دینے

کی بجا آئے کہا۔ یہاں صرف اپنے کام سے کام رکھنا جس قسم

کے سوالات مجھ سے کر رہے ہوں اس سے چیزیں اصرار از کرنا کاراں

میں بیٹھتے ہوئے ہی سے وہاں موجود تھی۔ جیزیرہ فلام ایجاد

کیا مطلب؟" توڑی اسے پھر گھوڑتے گا۔

"باہر پورچج میں سیاہ رنگ کی ڈاچ کھڑی ہے اس

میں پیٹھ جاتا۔"

"تم ساختہ نہیں ہو گے؟"

"نہیں۔ کبھی حمل ملا ہے۔ ڈرامہ کو علم ہے کہ اسے کہاں

چانہ ہو گا۔"

توڑی نے اپنا بیگ انٹھا یا اور باہر لکھا چلا آیا۔ جیزیر

کر سے بھی سیاہ گیا تھا۔

پورچج میں مذکورہ گاری گھری نظر آئی۔ اس نے پچھلی

سیٹ کا دروازہ کھولا تھا اور اندر پیٹھ گیا تھا۔ گاری حرکت

میں آگئی۔ توڑی نے سُکریت کا پیکیٹ جیب سے لکال کر ایک

سُکریت فتحب کیا اور اسے ہرمنڈ میں دیکھنے کی سوتارہ۔

خاصی دیر بعد لاٹھر کا شو سُکریت تک پہنچا تھا۔ یہاں بھی

جیسے کی عرض و غایت سے لا علیم امیمیں کیا میثاق کیا میثاق تھی۔

کاراں بلا یو کا نام تھی اس نے پہلی بار منہجا تھا اور پہلی ہی بار اسے

علم ہو اتھا کہ اس کا گزوہ اس کے اپنے بڑھتے ہوئے ہے۔ پھر کوئی سیزرنے کی مدد و نہیں ہے۔

گاری اسے ساحل سمندر پر لائی تھی اور سیاہ بھی ایک جیبی اس

کا مشکل تھا۔ میرا نام سیزرنے ہے۔ میں تمہیں کاراں کے جیزیرے

میں لے جاؤں گا۔" اس نے اپنا تارف کرتے ہوئے کہا۔ سُکریت

دیر بعد لائیج ساحل سے جائے گی۔"

"اس سفر میں کتنا وقت صرف ہو گا؟" توڑی نے سرد

لیجے میں پوچھا۔

"شاید ایک گھنٹہ یا اس سے کچھ زیادہ۔"

پھر توڑی نے کچھ نہیں پوچھا تھا۔ گاری جو اسے یہاں

لائی تھی بھی کی جا علیک تھی۔

"کیا تم بھی پیٹھ کر دے گے؟" سیزرنے اس سے پوچھا۔

"نہیں۔ میں یہ وقت کچھ نہیں کھاتا پیتا۔" توڑی کا بچو

بدرستور سرد رہا۔

سیزرنے سے ٹڑ لئے والی نظروں سے دیکھتا رہا تھا۔ توڑی

نے بھی شاید اسے محسوس کریا تھا لیکن بظاہر ہے تعلق کا مٹا ہو

کرتا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد مٹلپر لائیج ساحل سے لگی تھی اور دو تلوں

اس پر جا سیچے تھے۔ سفر ایک گھنٹے سے زیادہ جاری رہا تھا اور

بالآخر لائیج ساحل سے دیکھتا رہا تھا۔ توڑی

چھوٹی بڑی لاپچیں نگر انداز تھیں۔ لائچے سے ہر کاروں کی ایک

سیزرنے ہے جو پہلے ہی سے وہاں موجود تھی۔ جیزیرہ فلام ایجاد

کیا تھا۔

ہو کر رہ گئی تھی۔ اپنے پنچھے درم کو جھینٹ دینے کا رادہ کرتا تھا لیکن کھلے ہیں جوئی تھی۔ بالکل ایسا لگتا تھا جیسے ذہن سے پنچھے درم کا رابطہ ہی مقطع ہو گیا ہو۔

"بُس کرو!" کاراس عورت سے بولا۔ اس کی آنکھیں کمی ایسے شیر کی انکھیں مگر رہی تھیں جو کسی تازہ شکار کا ہوئی کر اٹھا ہو۔ اس نے میز کی دراز چھپتی تھی اور ایک چھپٹا سا بیکٹ نکال کر عورت کی طرف بڑھا دی تھا۔

عورت نے پیکٹ اسی طرح اس کے باقاعدے سے جبکہ یہ بھی کمی نہیں نہ پنچھے نے غیر متوقع طور پر اٹھا آئے والی مٹھائی پر چھپتا مارا ہوا پھر اس نے اپنے پرکش کا زپ ٹکھلا دی تھا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں لیکن اس آہستہ سے بولا۔" تم خفیت ادا کر جو ہر سیند فام عورت جاؤ۔ وضع ہو جاؤ۔" عورت درڑتے کے سے اندازیں چل کر باہر نکل گئی تھیں۔

کاراس اب توڑی کی طرف متوجہ ہو۔" کیا خال بے چارٹ کے میرا تمویا ہیش کے لیے پایا جو ہو جانا پسند کرو گے؟" توڑی نے کسی بے بس جانور کی طرح پلکن چھپکائی تھیں۔

"آدھا گھنٹہ گزر جانے کے بعد تم ہیش کے لیے پایا جو ہو جاؤ گے۔ ادھے گھنٹے کے اندر اندر میں نہیں پھر تمہاری صلی حالت میں لا سکوں گا۔ لو چانو میرا تلووا۔"

وہ آنکھ کاراس کے پاس آکر ہوا اور بایاں پر اس کے چہرے کے قریب کرتا ہوا بولا۔ "ہم نے حدیں تک سفید فاموں کے تلوے چاٹے ہیں اور آج بھی تمہارے نزدیک قابل نفرت ہیں حالانکہ تمہاری دولت مندی اور سفرزادی ہمارے ہی اچھادی خشنوں کا نتیجہ ہے۔ چانو میرا تلووا اور دوبارہ اپنے پرکھوں پر گھرے ہو جاؤ۔" توڑی نے دھیان اندازیں گزجھا گز زبان لکھا اور کاراس کا تلو اچھا نہ لے۔ کاراس بہش رہا تھا۔ بالکل اسی طرح جیسے گد گدی ہو رہی ہو حالانکہ اس وقت ہلکی سی مسکراہت بھی اس کے ہونٹوں پر پہنیں آئی جب عورت تکوچا جات ہوئی تھی۔

لیکن کیپٹن حمید نے کارو دکی تھی اور انہیں پسند کر کے پنچھے اڑتا ہوا اور گیارہوں ہوٹل میں داخل ہونے سے قبل اس نے دل بی دل میں توڑی بیڈ ریز کی سات پیتوں کو نواز کر کر دیا تھا۔ ویسے اس پار اسے کامیابی ہوئی تھی۔ قیام کرنے والوں کے درجنہ میں توڑی بیڈ ریز کا نام موجود تھا لیکن دو دن قیام کرنے کے بعد جلا گیا تھا۔ اس نے اس کے بارے میں کافی نزدیک سے کہا

جسکتی ہوئی یا میں جانب والی دیوار سے جاگی۔

"ہاں۔ اب پہلی تمہیں کوڑو گے۔" کاراس توڑی کو ٹھوڑتا ہو جا

بولا۔ پھر بے حد سر دھقا اور اس میں اتنا بھی تعقیب کی کو توڑی پہلے توڑا ہوا گیا پھر دانت پیس کر بولتا۔ "بلیکے باراں تم اپنی سوت کو آواز دے رہے ہو۔"

کاراس نے پنچھے ہی پنچھے اچھل کر اس کے سینے پر زور دار

لات رسیدی تھی۔ یہ جلا اتنا غیر متوقع تھا کہ توڑی کو سنبھلنے کا موقع

بھی نہ مل سکا۔ دیسے آدمی جاندار تھا کی قدم چھپے پہٹ کر رہا گیا تھا۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اچھل کر دیوار سے جاگ کر ایسا ہوتا۔ پھر تباہی

اتنا بھی تھا کہ اسے پرلا پڑتے ہی جیب سے چاڑا کال کرکھوں پر اچھا۔

"شش!... پھیک دے اسے!" کاراس نے اس طرح کہا۔

جیسے کمی پنچھے سے فحاطہ ہو۔ درد تیرے ہی سینے میں پیوست

ہو جائے گا۔" توڑی نے اس پرچھلانگ لکھا لیکن اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ

کچاقو کاراس کے جسم میں پیوست بھی ہوا تھا۔ انہیں کوئی کوڑ دوسرا ہی لمحے میں اس نے خود کو فرش پر پڑا ہوا۔ اور کاراس اس پرچھا ہوا تھا۔

ساقہ ہی اس نے اس کی آواز بھی سنی۔ وہ عورت سے کہر رہا تھا۔ پریشان ہوئے کی ضرورت نہیں۔ پھر جاؤ تھا کام بھی ہو جائے گا۔

توڑی اسے اچھال پھنسنے کے لیے زور دکھا رہا تھا لیکن وہ تو پہنچا تھا۔ اتنے سخت جنم والا ادنی پہنچے کبھی اس کی لظاہر سے نہیں

گزرا تھا۔ اسے چاقو کا دھماں آیا۔ اب وہ اس کی گرفت میں شیش تھا۔ شجاہنے کہاں جا پڑا تھا۔ دفتہ اس نے اپنی ریڑھ کی بھروسی میں ایک جگہ

چھسن کی محسوس کی اور پھر پڑھسن اتنی بڑھی کر دیے۔ ہمچیزوں پر قابو نہ پاس کا۔ یہ کاراس کی دو انگلیاں بھیں جو شاید ریڑھی ہوئی سے گزرا

عورت پر بھی اس کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ تو بس اسکھوں میں ہزار ایجادیں یہے کاراس کی طرف دیکھے جا رہی تھیں۔

"ہاں۔ میرا تکوا چانو۔" کاراس آہستہ سے بولا۔ نہیں تھیں۔ اتنی بیرون ڈوں ٹکا کر ایک ماہ کے لیے بے فکر ہو جا دی۔

چانو میرا تکوا۔" توڑی جھیٹ کر ان کے درمیان آتا ہوا بولتا۔ "تم ایسا

نہیں کر سکتے کاراس۔" چانو میرا تکوا کے پنچھے پڑھا۔

چانو میرا تکوا۔

وہ آگے پڑھی۔ کاراس بھروسی پر بیٹھا چکا تھا۔ اس نے اپنی داہی

ٹانگ بانیں ٹاہنگ پر رکھی اور عورت ٹھوٹوں کے بلیچوں کا تلو

چاٹھے لگی۔ توڑی بے جس درجت کوڑا دیکھتا رہا۔ اس کی زبان لگا

توڑی نے غیر ارادی طور پر دروازہ بند کر دیا تھا لیکن جہاں تھا وہیں کھلے رہا۔

"تم توڑی سیدہ شرہبہو۔" توڑی چار ہزار انداز میں بولا۔

"ہاں میں ہی ہوں۔ توڑی چار ہزار انداز میں بولا۔" توڑی عڑایا۔

"کاراس جا بجو۔ ممہرا راما لک۔" توڑی کے بیچے میں مقاومت تھی۔

"تم؟" توڑی کے بیچے میں مقاومت تھی۔

"ہاں۔ میں... تھیں اس میں کوئی تیرچہ ہے؟" توڑی تھا۔

"اپ بتایا جا رہا ہے۔ بیٹھ جاؤ یا اس نے سماستہ دل کوئی طرف اشارہ کر کے ہوا۔"

"میں تھوڑے بھی نہیں کر سکتا تھا۔" توڑی کے آدھی پر جو ہوتا تھا اس غیر ارادی۔

"میں کیجاں جاؤ یا اس کو دیکھ جاؤ۔" توڑی کے ساقہ کی طرف دیکھتا تھا اور بھی کاراس کی

"میں کس پندرہ۔ بیٹھ جاؤ۔" توڑی آپ سے سے باہر ہوا تھا۔

کاراس اس طوفان اہوا لیکن اس کے چہرے سے اندازہ لگانا مشکل تھا اور دوسرا سے بھی لمحے کیا کر لگا رہے گا؟

توڑی بھی سخنلگی تھا اور خود کو بھرم کے علاط سے پنچتے کے تیار کرنے لگا تھا۔ کاراس سے وہ بھی اچھی نیچانظر آ رہا

مختل تھا اور دوسرا سے بھی لمحے کیا کر لگا رہا۔

کاراس اس طوفان اہوا لیکن اس کے چہرے سے اندازہ لگانا کے سامنے ایسا نہیں کر سکتے۔

لیکن کاراس نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا۔

عورت پر بھی اس کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ تو بس اسکھوں میں

تھیں جذبے کے کا اٹھیا تو بھی محسوس کر رہا تھا جیسے اس کی انکھوں میں

بھری ہوئے تھے۔ کاراس کے سامنے سارے جسم کو مغلوب کی دے رہی ہوں۔ وہ راکھ داتا ہوا اس طوفان اہوازی طور پر بھی ٹھیک لیکن کاراس کے اسی طرف دیکھا تھا اور غیر ارادی طور پر بھی ہو جا رہا تھا۔

پہ بھی ٹھیک لیکن کاراس کے سامنے سارے جسم کو مغلوب کی دے رہی ہوں۔ وہ راکھ داتا ہوا اس طوفان اہوازی طرف دیکھا تھا اور غیر ارادی طور پر بھی ہو جا رہا تھا۔

کاراس نے سر اٹھا کر توڑی کی طرف دیکھا تھا اور بھر جگد عمر بھیس اور تھیس کے درمیان رہی ہوئی۔ لیکن اس کی انکھوں میں

غمبیسی اور تھیس کے درمیان رہی ہوئی۔ توڑی نے پہلی ہی نظر میں اندازہ کر لیا تھا کہ دو مشتات کی عادی ہے۔



تھا کار فران کوئی فروز سپریہ نہ کرے۔ خان کے علاوہ کسی بھی انتہا منت  
کار سپریہ نہ کوئی نہ اٹھا سکے گا۔ خاتم اور گلہری بھی اس سے بھی نہیں  
محبین اور پھر خان نے ہر کرے کے انتہا منت اٹھوا لیتے تھے اور  
صرف اپنی خواب گاہ میں انتہا منت رہنے دیا تھا۔ خاتم سعدیہ وہ  
یو ہی حق تو وہ پاگلوں کی طرح دھاڑنے لگتا تھا۔ ایک دن سب  
سے عجیب و اغتر بیش آیا۔ خواب گاہ کا دروازہ گھٹلا ہوا تھا اور  
پردہ بھی ایک جانب پشا ہوا تھا۔ خاتم سعدیہ ادھر سے گزی اور  
یہ دیکھ کر جیلان رہ گئی کہ خان اس کے اغراقی طوفے سے  
قول پر کال کرا رہا تھا۔ اے کال کرنا ہی کہیں گے۔ ریسپور کا اٹھ  
وہ طوفے کی چیز کے قریب تھا اور طوطا وہی سب کچھ میں میں  
کیے چاہتا تھا جو اسے رضا ہوا تھا۔ وہ دروازے کے سامنے ہی  
وہ گئی۔ خان درواز کا انہما ک اس تدریجیاً ہوا تھا کہ اس  
کی موجودگی کا حساس تک نہ ہو سکا۔ ادھر خان درواز نے ریسپور  
کریڈل پر رکھا تھا اچھوہ تیری سے ڈوسری طرف ہنسک گئی تھی۔  
یہر حال خان درواز کو اس کے بعد بھی وہاں اس کی موجودگی کا علم  
نہیں ہو سکا تھا۔ خاتم سعدیہ دروازہ ہٹھری کھی اور اس کی  
تسویش میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ پھر اس نے ملا ہی بھیجا تھا اپنی  
سین ڈاکٹر عالیہ کو۔ عالیہ صحنی خوب منورت تھی شاید اتنی دین بھی  
تھی۔ خان درواز پر نہیں ظاہر ہوتے دیا تھا کہ وہ کیوں آئی ہے؟  
دیسے اس پار خان درواز نے اس کا استقبال پڑی سردمہری کے  
لیا تھا۔ عالیہ کے اندازے کے مطابق اسے اس کی آمد تاگوار  
گھری تھی۔ جس کا ظہرا راس نے الفاظ میں تو نہیں کیا تھا لیکن اس  
کی سمجھیں جیسے چیز کر کہتی رہی تھیں۔ واپس جاؤ فی الحال میں  
یہاں کسی چورتے فرد کو دراشت نہیں کر سکتا۔

ڈاکٹر عالیہ نے دن بھر خان درواز پر نظر کی تھی اور رات  
کو خاتم سعدیہ سے بولی تھی۔ ”مہما راجھاں غلط ہے آپا جاں۔“  
ذہنی فتوڑ نہیں بلکہ کوئی بڑی اطمین ہے اور وہ کسی قدر غافل تھی تیر  
”خوف اور خان درواز۔ میں تصور کیوں نہیں کر سکتی۔ نہیں  
ٹاکا بیل تھیں۔ مہمیں کس کا خوف ہو سکتا ہے؟“ خاتم سعدیہ تھے  
پورتھری لیجے میں کہا تھا۔

جن سات خان درواز نے خاتم کے شیل گلہری سے  
متخلق اتفاق رکیا تھا اس کے بعد پھر محل کی درود سے باہر  
نہیں نکلا تھا۔ باہر جانا ہی ترک کر دیا تھا۔ گوشہ نہیں کی وجہ میں  
کی قدرت بھی نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ خان درواز باہر جاتے کے  
سلسلے میں برف پاری کوئی قاطر میں نہیں لاتا تھا لیکن پھر ایک  
چھاہر رنگ دہلی ۲۳

کچھ مشتبہ سی محسوس ہوتے گئی تھی۔ اس سے میں اس نے خان  
دوراں سے براہ راست کوئی لفڑکوں نہیں کی تھی بلکہ اپنی بہن غالیہ  
کو ٹبلو ایجاد کیا تھا جو فصیر آباد کی یونیورسٹی اور گروں میں منتظر تھیں جیسا کہ  
رکھتی تھی۔ خاتم سعدیہ ایک بہت ممتاز اورتی درست تھی ورنہ علک کے  
چھوٹے کے ڈاکٹر بھی اس کی درس سے گورنمنٹ سے کیا فرق پڑتا ہے؟  
نہیں چاہتی تھی کہ یہ بات محل کی حدود سے باہر نکل آئے۔ خان کی  
ذہنی صحت پر بچت کر کے کی ابتداء ایک واقعہ سے ہوئی تھی۔ ایک  
رات خاتم سعدیہ اپنی خواب گاہ میں بے فرش سرہ بھی تھی کہ کسی نہے زور  
زور کے دروازہ پیٹ کر اسے جگا دیا تھا۔ کس میں بڑا تھی کہ اس  
کر سکتا۔ موسائے خان درواز یا گلہرے کے۔ اور ان سے اس قسم کی  
تو قع نہیں کی جاسکتی تھی۔ یہاں پر خواب گاہ میں فرلن ہو جو دھماکا  
ایسے موقعے پر فون ہی کی گھٹھی بھی تھی اور سوتے والا مدار ہو جاتا  
تھا۔ بہر حال خاتم سعدیہ نے دروازہ گھوڑا تھا اور خان کو گلہرے  
میں کھڑے دیکھ کر ششد رہ رکھی تھی خان نے ہڈنٹوں پر جانکی رکھ  
کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا اور ادھر ادھر دیکھ کر جلدی  
سے خواب گاہ میں داخل ہو گیا تھا۔ شاید زندگی میں پہلی بھی پار خاتم  
سعدیہ نے اس کے چہرے پر خوفزدگی کے آثار بھی دیکھے تھے۔  
”تم نے یہاں کوئی نیسے رنگ کی گلہری تو نہیں دیکھی تھی۔“  
اس نے اہستہ سے پوچھا تھا

”تیلے رنگ کی گلہری خان یا سعدیہ کو سن کی آگئی تھی۔“  
”سنیگی سے یاد کرو؟“  
”وہ کہنا تو پڑی بات ہے۔ پہلی بار کسی شیل گلہری کے بارے  
میں سن رہی ہوں۔“ خاتم سعدیہ کا جواب تھا۔

”خیال رکھنا؟“  
”کی جن نے کوئی ڈرائی نا خواب دیکھا ہے؟“  
”اوہ۔ میں سینہ دھون ہوں خاتم۔“  
”یک یک یہ نیلی گلہری کہاں سے آگئی؟“  
”اوہ کچھ نہیں میں خیال رکھتا۔ اگر دکھنی دے تو مجھے فردا  
اطلاع دینیا۔“

”اتھی رات کے کچھ پوچھنا چاہتے تھے؟“  
”ہاں۔“ اس سے بھاگنا اور تیری سے باہر نکل گیا تھا پھر  
دوسرے دن ملازموں سے نیلی گلہری کی باتیں ہوتی رہی تھیں اور  
ایک کوہ بہارت کر دی گئی تھی کہ نیلی گلہری پر نظر پڑتے ہیں اسے فوری  
طور پر مطلع کیا جائے۔ بعض ملازموں میں تو باتا دوڑھوڑی کسی علی  
گلہری کا چکر پیٹا رہا تھا اور اسی درواز میں خان نے سختی سے ٹکم دیا  
چھاہر رنگ دہلی ۲۴

”خدا ہے کہ کاراں بلا بلوگوں کی فیگر ہے؟“  
”ہاں اور انہماں خڑناک اور بھینسے کی طرح طاقتور تھی۔“  
”اور یہ گوری یہ مدد سڑی تو مخفیہ قام ہی ہے اس کا بلا بلو  
سے کیا تھقق؟“  
”بہر حال دونوں دل میں رنگ دل سے کیا فرق پڑتا ہے؟“  
”بہت فرق پڑتا ہے۔ غیر ممکن ہے کہ کاراں بلا بلو  
کیا چیز ہے؟“  
”بیس میرا نام نہ آتے پائے:“  
”ملٹیور سربر۔ ہاں تم کسی گھوڑے پر رقم لگا رہے ہو؟“  
”کونٹرا نہاز دکر جائی۔“ یہ ریس دی جلتی گئی  
کام جان ہے؟“  
”پس قیامت ہو کا تو یوری پیڈریل کا قاتل ہے۔“  
”کیا مطلب؟“ یہ جری ہچھل پڑا۔ آپ کس قسم کی لفڑکوں  
کو نظر انہا زد کر جائی۔“ یہ ریس دی جلتی گئی  
”لوری کا پتائیا تو ورنہ میں بھی شے میں گرفتار کر کے  
پندرہ دن کا ریجیا نہیں کوں گا۔“  
”لوری؟“ وہ تو سو ہو کر پولہ۔ ”لگ کاراں بلا بلو  
کام جان ہے؟“  
”یہ بھوئی نبات اگر پہلے ہی تباہیتے تو۔“  
”بلا بلو میری پیڈریل توڑے سے گا اے معلوم ہو گا کہ میں نے  
اس کے چھان کی نشاندہی کر دی ہے۔“  
”کیوں؟“  
”وہ اپنے جریے میں پیس والوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔“  
”اگر قاتلوں کو پیاہ دے گا تو ضرور دیکھے گا۔“  
”کیا وہ واقعی پیڈریل کا قاتل ہے؟“  
”اس کا فصلہ عدالت کرے گی۔“  
”عدالت فیصلہ کرے یا نہ کرے۔“ آپ میری شامت ا  
جائے گی۔ آپ لوگ میرا نام ضرور میں گے۔ اور وہ بلا دل  
کا پہاڑ میری پیڈریل مڑا دے گا۔“  
”فروری نہیں کہاں سلسے میں سماں رانام بھی لیا جائے۔“  
”اوہ کیٹھن۔ زندگی ہر شکر گوارہ ہوں گا اگر میر احوال نہ  
دیا جائے۔“  
”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا حوالہ دینے کا۔ عدالت ہم سے  
یہ نہیں پہچھے گی کہ ہم کاراں کے جزو سے میں کیونکر جا چکے تھے؟“  
”بہت بہت شکر ہے۔ کیپن آئیے کچھ پہچھے گا۔“  
”نہیں شکر یہ۔ ڈیوٹی پر ہوں۔“  
”آپ ماریا ناولیوٹ کے رقبی میں نہیں آئے تھے۔“  
”آج کل فر صحت ہی نہیں ملتی؟“  
”تو پھر یاد رکھیے گا۔ میرا نام نہ آتے پائے۔“

زکی حق اور دروازے پر بھی کی دلکشی کرنے کا مہم تھا۔ خان نے جیپٹ کر دروازہ کھولा۔ فائم سعدیہ اور عالیہ کھڑی ہاتھ پر بھی تھیں۔

”کیا بات ہے؟“  
”فائز کی آوازیں۔ دروازہ ہوئے ہیں۔ محل کے شمالی“

جھٹے کی طرف سے آوازیں آئی تھیں۔ ”خانم سعدیہ نے کہا۔

”مکب؟“

”امی۔ امی۔ اودہ۔ گلرو۔ قم سیاں کیا کر رہی ہو؟“

”کسی پھر سے دارے چلانی ہوئی۔ کیا برف پاری  
پندہ بھگنی ہوگی؟“

”کبود چلانی ہوئی؟“ عالیہ بولی۔

”بھی کبھی کوئی سیدلا جھکا بھیڑ لایا تھا ہے۔ برت باری  
کے بعد؟“

”وہ سنئے۔ پھر سے داری شیاں بجا رہے ہیں۔“ خانم  
سعدیہ منگلی اٹھا کر بولی۔

”گلرو۔ میں دیکھتا ہوں۔“

”کہاں جائے گا؟“

”آڈٹ ہاؤز کی طرف۔ ادھر ہی سے تو انہیں آئی تھیں۔“

”جلتی کیا تھرورت ہے؟ پھاٹ پر قون کر کے  
دریاں سے پوچھیے؟“

”دیاں بھی اب اٹڑو منت نہیں ہے۔ خان نے پرکون  
لیجے میں کہا۔“

”قد اجائے کیا ہو رہا ہے؟“

خان دروازے گلرو کی طرف دیکھا تھا جیسے  
رازداری کی تاکید کر رہا ہو۔ گلرو نے سر کو جھینکش دی تھی۔ خان دروازے

آگے بڑھا چلا گیا۔

”ریلوالور تو یتھے جائے یہ۔“ خانم نے گلکار کر کہا۔

”تھرورت نہیں۔“ خان دروازے کو جھکوہ آوارہ اپاری  
میں گوپتی تھی۔ دونوں ہننوں نے حیرت سے حیرت سے  
کی طرف دیکھا۔

”کمال ہے۔“ بالآخر عالیہ بولی تھی۔ ”اس وقت تو بالکل  
جیک ہی۔“

خانم سعدیہ نے گلرو کی طرف دیکھا جس کے ہمراں پرسری  
مکار استھان کھیل رہی تھی۔

”کیا باتیں ہوئی تھیں؟“ خانم نے پوچھا۔

”اوکونی خاص بات نہیں ہے۔ آپ کا فیال درست تھا۔“

چہارو نگ دہلي ۳۹

”دروازہ گھٹا گھٹا۔“  
”تم،“ خان کے لمحے میں حیرت تھی۔

”محبے اندر آئندہ بھی بایا۔“

”آڈٹ آڈٹ۔“ وہ تیکھے تھا جو ابلا۔ مگر ابھی تک سوچی تھی۔

”نیشن ہنس آرپی اور پھر آپ نے کتنے دنوں سے بھے  
نخداں اڑ کر رہا ہے۔ خیرت تک نہیں پہنچتے۔“

”مم۔ میری طبیعت تھیک نہیں ہے۔ بیٹی۔ بیٹھو۔“ اس  
نے کوئی کی طرف اشارہ کیا۔

”شکریہ بایا۔“

خان دروازے خانوشا سے دیکھے جا رہا تھا۔ دھڑک  
گلرو بولی۔ ”آپ اس علاقے کے سب سے زیادہ طاقتور دروازے“

”زبان سے کہنے کی ضرورت ہے۔“

”آپ کو کوئی کاروباری پر شان کروں گلرو۔“

”کیا آپ تم مجھے پر شان کروں گلرو؟“

”میشون ہا۔ صرف یہاں دلاؤں کی کاپ غلام تین قانون  
کے وارث ہیں۔“

”مم۔ میش نہیں سمجھا۔“

”ان غلیم فافوں کی اولاد ہیں جنہوں نے مومن کی قبول کے  
دلوں میں اتحاد قابل کمال کرائیں۔“

”ویسی کہنا چاہتی ہے لڑکی؟“

”میں تھرورت بھی نہیں کر سکتی کہ میرا بابا۔ ایک چور کے آگے  
محنتی تھیک دے گا۔“

”گلرو۔ گلرو۔“

”بیک میلے۔ چور ہوتے ہیں یا۔ اگر کوئی دام فم دلاہو  
تو چھین لیتا ہے۔“

”مرت۔ تو کیا جانتے گلرو؟“

”خان دروازے کی بیٹی اتنی بھی سوچ جو پوچھنا رکھتی ہو تو اس  
پر ثقہ ہے۔“

”خداوند۔“

”آنڈر پوک ہے کہ اس نے درسے کوں کلے لڑڑ منش  
امٹھائیے ہیں صرف آپ کی خواب گاہ میں رہنے دیا ہے تاکہ اس  
کی لفٹکو اور کوئی نہ مگن سکے۔“

”قاوموش ہو جاؤ۔ قاوموش ہو جاؤ۔“

”تھیک اسی وقت دروازے پر زور زور سے دلک  
چہارو نگ دہلي ۴۰“

تھے لیکن غزن بزرہ کی ہمارات کو مکیاں تاریک ہو گئی تھیں۔ نزد مغل  
کی بھی زیادہ تر کھڑکیاں تاریک ہیں ایک ہی تھیں اور خانم سعدیہ، گلرو اور  
ڈاکٹر عالیہ سیست و سٹلی مال میں آتشدان کے قریب تھیں تھیں۔

پورے محل میں بھی ایک ایسی جگہ تھی جو اس نکنڈ پیش نہیں کیا تھے گئے  
تھے۔ خانم سعدیہ ہی تھے اس مال کی روایتی خیشیت کو تقریباً رکھنے کا  
مشیرہ دیا تھا اور خان دروازے نے اس سے اختلاف بھی نہیں کیا تھا۔

عام حالات میں وہ ایک اچھا باپ اور ایک اچھا شہر رکھتا۔ بھی کسی  
رخشنے دار کو اس سے کوئی مشکالت نہیں تھی۔ غریب اعزاز کے  
ساتھ تو وہ اس طرح پیش آتا تھا جیسے وہی اس کے سردار ہوں  
لیکن ان دنوں کو اس کی شخصیت ہی بدیل کر رہی تھی۔ زیادہ تر

قاوموش ہی رہنا چاہتا تھا۔ اگر کوئی بولنے پر محیور کرنا تو اس طرح جو ہر  
امٹھائیے اس نے کوئی بہت بڑی بات کہہ دی ہو۔ اس وقت

وہ اپنی خواب گاہ میں تھا اور خانم سعدیہ عام حالات میں وہ بھی رات کے  
کھانے کے بعد اس مال میں ضرور تھا تھا۔ خانم سعدیہ اور گلرو  
سے مختلف مسائل پر لفڑکو ہو گئی اور قہوے کے درختے۔ گلرو  
پندرہ سو لے سال کی ایک تین ہیں اور خوش سلیمانی تھی۔ زیادہ وقت  
پڑھتے لکھنے میں گزارتی تھی۔ اسرار و سراغ کی کتابوں سے اس کی  
الماریاں بھری ہوئی تھیں جنہوں نے ابھی تک اپنے باپ کی  
پر شان حالی پر اظہار خیال نہیں کیا تھا۔ مال اور فالہ کی یادیں نہیں  
رہی تھیں دفعتہ وہ مکھڑی ہوئی۔

”کیا نینڈ آرپی ہے؟“ خانم نے پوچھا۔

”نہیں بایا کے پاس جا رہی ہوں۔ نہیں ہوئی تھی۔“

”اس کی وجہ میں نہیں پوچھتے دیکھا تھا۔“ خانم بولی تھی۔

”آخر کی بات کا جا بیب کیوں نہیں دیتے؟ مال کیا تباہی تھا  
تم نے۔ وہ شی گلہری۔“

”خدا ہی بہتر ہے۔“ اس کو کال کر رہے تھے۔

”اوڑھتے سے کس کو کال کر رہے تھے؟“

”ہرگز نہیں۔ نام بھی نہیں لیتا۔“ نہیں پسند نہیں ہے کہ  
گھرو اسے ان کی یادوں میں دھل دیں۔

”تو پھر کیسے بات بنے گی؟“

”میرا جمال ہے کہ اسے تم جاؤ۔“ نہیں سمجھتی تھی کہ دنہنیں بھاری  
ہیں۔ بتلا ہو گئے ہیں لیکن تم اس سے متفق نہیں ہو۔ لہذا کچھ کیا بھی  
نہیں جا سکتا۔

”لیے حالات میں نہیں تھا نہیں چھوڑ سکتی۔ اسے اس کیسی  
کوئی سایی چکر تو نہیں ہے۔“

”ووصہ ہو گیا اس سے کھارہ کش ہو چکے ہیں۔“

”پتا نہیں کہتے ان رکش ہو کر میدان میں آگئے ہیں۔“

”میں نہیں اپنی طرح جانتی ہوں۔“

”چھرہ معمور کیسے ہو گئے ہیں؟“

”میں نہیں جانتی۔ جاؤ۔“

”خانم سعدیہ دلوں بھی گھبی ہوں گی کہ گلرو سیدھی اپنی خواب کاہ میں  
جائے گی لیکن اسی نہیں ہو گا تھا۔ وہ خان کی خواب گاہ کے سامنے  
برت باری ہو رہی تھی۔ حالانکہ ابھی رات کے دل ہی بچے۔“

"بسا گوں گا اور اس بقین کے ساتھ کہ تم اسے پار جی کر  
لو گے۔ میری پوری شن بہت نازک ہو گئی ہے" "خیر۔ اس کا فصل تم خود کرو گے۔ میں تھیں مجبوہ بھیں کہ  
سکتا۔ دیکھیں کلہری کا کیا بحث تھا؟" "اس طرح میں نے ان پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی  
کہ میرا ذہن متوازن نہیں رہا۔" "یعنی ان کا مطالبہ پورا کرنے یا ان کی بات سمجھنے کے  
قابل نہیں رہے۔"

"تم تھیک سمجھے۔ میں نے یہی چاہا تھا کہ اسی طرح ان  
کی زبردستیوں کے سچے جاذبی لمحے یہ جاں کا سایاب نہ ہو سکی" "یعنی ان کی طرف کے کسی قسم کا دادا پڑھنے کے بعد ہی تم  
نے میں کلہری والا استثنٹ بنایا ہو گا۔"

"ظاہر ہے۔" "بس تو پھر سامنے کی بات ہے کہ وہ اس پر بقین نہ کر  
سکے ہوں گے۔" "بہر حال یہ بات محل سے نکل کر باہر مشہور ہوئی تھی" "اور ان لوگوں کے علاوہ پورے غزن سبزہ کو بقین  
اگلے کہہ کر تھا راذہ بھی تو ازان بگوگا ہے۔" "یہی ہو گا۔ دن بھر ثیرت دریافت کرنے کے لیے  
کالیں آتی رہتی ہیں۔" "اور وہ لوگ بھی بات کو اگلے ہانے کے لیے فون ہی  
استعمال کرتے ہوں گے۔"

"ہاں اور اسی لیے میں نے انڑو منش ہٹالیے ہیں۔ بہر  
ایسی ایک خوابگاہ میں رکھا ہے۔ بہر دشواری میں پڑ گیا ہوں،  
کمال، گلوتے معاشرے کو بجا پہلی یا پہلی کھلکھل کر دیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے وہ  
محجوں کے کہہ ہی تھی کہ انہاں پہلیک میں کرنے کی کوشش کر رہا ہے" "ذہن لڑکی ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ جا سوئی ناول  
کرست سے پڑھتی ہے۔"

"وہ بھی جو صدرداری تھی کہ بہر اسی تھی کہ بلیک میلے چور  
ہوتا ہے اور یہ بڑی گھٹیا بات ہے کہ کسی چور کے سامنے گھٹتے  
لیک دیے جائیں۔"

"تو وہ سرکاری آفسر تھیں بلیک میل کر رہا ہے۔"  
"ہاں۔ وہ دستاویز اسی کے قبضے میں ہے جس کی بناء پر  
وہ شیر چور ہے۔" "یہی سچ جنم کی وجہ میں ملتوٹ رہے ہو؟"

دی تھی تھیں۔" اس نے خان سے کہا۔

"میں نے خود نہیں کیے تھے فاڑ۔۔۔ کہا تھے تھے؟"

"تو پھر مجھے اسی وقت کیوں نہیں بتا دیا تھا؟"

"فزر درت نہیں کیجی تھی۔ خان غرما تباہ ہو آگئے پڑھ گیا۔"

"اب شاید میری دماغ کی ریگی پخت جائیں گی۔ خان نے  
انڈھیرا میں نے کیا تھا؟"

"اپنا ہاتھ ادھر لاؤ۔" "خان دروازہ پر بیٹا ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیوں پر بیٹا ہوئے ہو؟" غالباً اس کا شانہ تھیک کر لیا۔

"تم دیکھ دی ہو۔"

"سرد کچھ اپنے خاص معاملات تفضیل سے عورتوں کو نہیں بتاتے"

"یہ مرد کم از کم میرے لیے ایسا نہیں تھا۔"

"بعض حالات بجبور کر دیتے ہیں۔ چلو والیں جلو۔۔۔ اپنا

خواب گاہ میں۔"

خان پھر اسی کرے میں واپس آگئا تھا۔

"مجھے بقین تھا۔" اس نے نووارد سے کہا۔ "تم فزر اڑ کے  
اور اسی رازداری سے آڑ کے اگر تم نے طوطے والی کالہ رسی کر لی۔"

"لیکن مجھے حرمت ہے۔"

"ہونے کی چاہیے۔ کوئی بھی نہیں سوچ سکتا کہ میں کبھی اتنا

بے بنی ہو جاؤں گا۔ میری کامیں بیپ کی جاتی ہیں۔ جو جو کچھ نہیں  
بلکہ دارشک دے کر کہ اگر میں نے اپنے کسی حالتی کو اپنے حالات

سے آگاہ کرنے کی کوشش کی تو تم اپنے سامنے ہے گا۔"

"تم جانتے ہو کہ وہ کون ہے؟"

"میں اسے چنانچہ جوں۔"

"اوہ۔ اس کا کچھ نہیں بیکار ساختے۔" نووارد کے لیے میں حرمت تھی۔

"یہی بات ہے۔"

"اور وہ تھا کہ ہی علاقے میں ہے۔"

"کمال میں بے بنی ہو گیا ہوں۔ ہاں وہ میرے ہی علاقے

کا ایک بلا سرکاری آفسر ہے۔"

"حرمت ہے تم ایک سائبن سربراہ مملکت سے ملکا گئے تھے۔"

"میں بے بنی ہو گیا ہوں کمال اور یہ بھی کوئی وجہ کسی کو بتا  
مجھی نہیں سکتا۔"

"مجھے بھی نہیں۔"

"سوچتا ہوں کہ تم بھی ایک سرکاری ہی آفسر ہو۔"

"پھر مجھے اس طرح رابطہ قائم کرنے کی فزر درت

تھی۔ ظاہر ہے کہ تھاں پر بیٹا کی اصل وجہ معلوم کیے بغیر میں  
کچھ نہ کر سکوں گا۔"

چہار رنگ دہلی ۱۷

"وہی جسے تھاڑے طوطے نے آواز دی تھی؟"  
"کمال ہے۔" خان دروازہ چھپا۔

"آہستہ۔ پہلے میرا انتظام کر دیجئے میں سوچ آگے کر دیں۔

انڈھیرا میں نے کیا تھا؟"

"اپنا ہاتھ ادھر لاؤ۔" "خان دروازہ پر بیٹا ہوئے کہا۔

"میں پھر وہ میں ابھی آیا۔"

کرے کا دروازہ پندرہ کے دھر بارہ آیا تھا۔ آں پھر سے دار

کو آواز دی جس سے کچھ دیر قبل گھٹکوڑتا رہا تھا۔ اس سے اس کی

ٹارچ طلب کی اور دوبارہ اسی کرے کی طرف پلت آیا جہاں

نووارد کو چھوڑا تھا۔

"اوہ۔" وہ دروازہ کھوٹا ہو گا۔ "چب چاپ چلے آؤ

میں نہیں جاہاں کہہاں کسی کو تھاڑے موجودگی کا علم ہو۔"

ٹھوڑی دیر بعد وہ ڈکھ کے تھے۔ ٹارچ کی روشنی میں ایک

دروازے کے قفل میں بھی ذاتی تھی اور پھر وہ کرے میں داخل

ہوئے تھے۔

"یہ بڑی اچھی بات ہے کہ وہ سب انڈھیرے میں ہیں۔"

خان پڑ ڈیا۔

"تھاڑے پر سے دارخا صپکوں رہتے ہیں۔ کوئی تغیر

کا رکن نہ پڑے ہیں۔ فاڑ کے تھے۔"

"اچھا نہ عرکت۔۔۔ انھوں نے اپنی جگہ کیوں چھوڑا گئے تھے؟"

"اوہ۔ کمال۔ مجھے بقین نہیں آ رہا کہ تم اگئے ہو۔"

"آخر۔ قفسہ کیا ہے؟"

"اطمینان سے تباہی گا۔ پہلے۔ روشنی۔ تم بھی ٹھہر وہ

خان دروازہ نے باہر نکل کر دروازہ مغلیل کر دیا تھا اور پھر

ٹھوڑی بھی دیر بعد محل دوبارہ روشن ہو گی۔ چاروں اطراف کے

پھر سے دار طلب کر لے گئے تھے۔ خان کے سامنے ان کی پیشی ہوئی۔

"میں نے فاڑ کرائے تھے۔" وہ دہڑتے گا۔ "دیکھنے جاتا

تھا کہ تم لوگ کتنے عقلمند ہو۔ سب کے سب اپنی جگہ کیوں چھوڑ رہے گے

دفعہ ہر جا۔۔۔ آندہ ایسی غلطی دہڑو۔"

وہ چب چاپ چلے گئے۔ خان میں سوچی خان کی درا

شیخی اور پتھر تھی کہ اس نے ان سے غلط بیانی تھی یا پھر دیواریں

سے جیٹتے گیا۔

"تم تو اپنی خواب گاہ میں تھے۔ فائزوں کی اطلاع میں نے

کاروڑی اٹھیں۔ ایک سرکاری آدمی لعل کی کان میں ڈپی لے  
رہا ہے کہتا ہے میر مسخر کر دے گا۔"

"میں نہ کہتی تھی۔" خان میں سوچی خانی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بھی بقین نہیں آ کیا۔"

"بے لقین کا کوئی علاج نہیں فال جان۔" گلروتے کہا تھا  
اور خواب گاہ سے نکلی چلی گئی تھی۔

خان دروازہ تے باہر پڑ چکر کئی پھر سے داروں کے  
نام لے کر آوازیں دی تھیں۔ برف پاری ٹھم چکی تھی۔ ستارہ کہہاں

اور اجھی اجھی زمین کے مستراج تے کچھ عجیب پر اسرازی فضا کی  
ٹکیل کر دی تھی۔ خان دروازہ دوڑوں تک دیکھنے کی کوشش

کرتا رہا۔ شاید ایک پھر سے داریک اس کی آوازیں بھیج گئی تھیں  
اور وہ دوڑا آیا تھا۔

"کہی بات تھی؟" خان دروازہ نے پڑھا۔

"مکس نے محل کی حدود دی میں فاڑ رکھے تھے۔"

"مکس نے؟"

"جی ہاں ہم میں سے کسی نے نہیں کیے۔"

"کہہ میں سے آواز آئی تھی؟"

"ایک غوال کی طرف سے اور درسری مشرق کی طرف سے۔"

"عمر بک کی طرف سے اور کون ہے؟"

"وہ سب ادھری چلے گئے۔"

"اجھا نہ عرکت۔۔۔ انھوں نے اپنی جگہ کیوں چھوڑ دی؟"

"شاہ اور مشرق والے خود ہی دیکھ لیتے۔"

"اب میں کیا روں حصہ تو میں تو جھاں تھا وہیں ہوں۔"

"مجھے مطلع کیا جائے۔" اپنے کرودہ میرا اسی تھا کہ پورا محل تاریک  
ہو گیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" خان دہڑا ہو آگئے رہا۔ "ایک سے دار تم

ہمیں ٹھہر وہی۔"

"بہت پہنچنے دیا۔"

خان دہڑا ہو آگئے۔

"خاموش رہو۔" خان دہڑا ہو آگئے رہا۔ "پیڑوں کی

روشن کر دی۔"

"جلدی کی کوئی اصرار نہیں ہے۔" قریب ہی سے کوئی

آہستہ سے بولتا۔

"کون ہے؟" خان چکنک کر ڈک گیا۔

کو تمہاری تھاواری کہاں میں اور کب کسی نیز سروں کے نمائش سے اس کے خوف ہی سے دبی ہوئی جا رہی ہے۔  
لئے تمہارا انٹر ویو ہے؟  
بے کہ ان بہانوں کو اچھی طرح انہیں کرو۔  
جیسے تم قہوہ۔  
” خدا راجحید بھائی ذلیل نہ کرائیے گا۔ قائم کی بیوی آہستہ  
سے بیول۔  
تم غلط بھیں۔ مجھے فرستہ نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں  
کہ آج تم بُر رہنا کو تاریخی عمارت دکھادو۔  
” خود۔ خود۔ بڑی خوشی سے کہاں کے لیے ان حضرت  
کی یہاں زورت ہے؟ میں اور نیلم کی کافی ہوں گی۔  
” تم کیا جانو کہ تاریخی عمارتیں کہاں ہیں؟ قائم بول پڑا۔  
” میں جانتی ہوں۔ تمہاری دخل اندازی کی ضرورت نہیں۔  
قائم نے آنکھیں نکالی ہی تھیں کو حمید اس کی کھڑکیتا ہوں  
بولا۔ جانے دو۔ ہم تم ایک ضروری کام انجام دیں گے۔  
” خیشکا بخاتم دیں گے۔  
” راحر تو آؤ۔ وہ اسے آگ سے جاتا ہوا بولا۔ تمہاری  
تفصیل یاد کر تھے تباہت ہوگی۔  
” یعنی ہم دونوں اپنے۔  
” ان لوگوں کے ساتھ کیا تفصیل ہو سکے گی؟  
” بکھر جلوہ گے؟  
” ایک جزو سے میں۔ مشیش ہی عیش۔  
” دھوکا نہ دینا۔ قائم آنکھیں پڑھی کر کے بولا۔  
” سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔  
ان کی روائی کے وقت نیلم حمید کے قریب آئی تھی اور  
آہستہ سے بیل تھی۔ کہا یہ مناسب ہوگا؟ اگر تم ضرورت ہو تو ضروری  
نہیں کہ ہم آج تفصیل کے لیے جائیں۔  
” کیا مناسب نہ ہوگا؟ عورتوں کی سی باتیں نہ کرو۔ کیا تم اپنی  
حفاہت نہیں کر سکتیں؟  
” میرا مطلب ہے نہیں تھا۔ ہم دونوں تھبھی شہر کا چکر کا  
سکتے ہیں۔ قائم کی بیوی کے ساتھ کیوں؟  
” وہ تو میں نہ یوں کہہ دیا تھا۔  
” اپنی بات ہے تو ہم دونوں بچوں کی بیان شہری کے  
اور بھر میں طبیعت کی خرابی کا بہاء کر کے تفصیل طبیعتی کر دوں گی۔  
” تمہاری مرمنی۔  
” لیکن تمہاں کے ساتھ کہاں جاؤ گے؟

” وہ کہاں کے جزیرے میں نہیں دکھانی دیا۔ اس  
نام کا کوئی ادبی کاراں کا جہاں بھی نہیں ہوا۔  
” لیکن آپ نے پراہ راست کا راس سے معلومات مال لکھیں۔  
” نہیں اس کے طازہ میں کوئی رہا ہوں۔  
” میرا تو خجال یہ ہے کہاں میں بیٹا سے اگلوں کی کوشش  
گردی نیلم نے کہا۔  
” اس کی کیا صورت ہوگی؟  
” پراہ راست۔ خود کو گزی۔  
” کہاں تو بھی میں ڈاکڑیت یعنی کے بعد تو رنگوں کو جسی  
لختگوں کرو۔  
” پھر میں کیا کروں؟  
” تم سے پھر کرنے کو تو نہیں کہا جا رہا۔ ریتا سے متعلق کرنل  
کی خصوصی بہایت یہ ہے کہ اسے قلعی نہ بھر جانا تے بھی باور کرنے  
کی کوشش کی جائے کہ اس کے بھائی کی تلاش جاری ہے۔  
” لو۔ وہ آئی۔ اب تو اس کی آزادی کر بھی ہو۔ یا ملکنے کی  
میں نیلم نے سر جھکا کیا ہستہ سے کہا۔  
” ریتا بچوں کی طرح بھل ہوئی وہاں بیٹھی تھی اور جھکنے لگی تھی۔  
” اچ کیا پروگرام ہے کیوں؟  
” سچ ہم اس دیوبنے کے مہان ہیں۔ اسی کے گھر جیتا ہے۔  
” میں اسے دیکھ کر تو ہوں ہو جاتی ہوں۔  
” بے خواہ آدمی ہے۔  
” میں نہیں سمجھا۔  
” پچاس فیصد علیش ہیں۔ وہ اپنے بارے میں بمالہ آرائی  
چھوڑ کر معلوم کرنے کی تکمیل پڑ جاتے گا۔ اس کی بیوی کوچی دیکھ کر حیران رہ جاوے گی۔  
” سات قائم کی جوڑی تھی۔ پچھلی شام حیرے سے اس کی صلح ہو  
گئی تھی۔ اس خوشی میں اس نے اپنی دعوی کر دیا تھا۔  
” تھیک کہتے ہو۔  
” کہاں کے بارے میں بھکھنیں تھاں تھیں۔  
” اگر تم ملٹی نظر آئے تو تکمیل پڑ جاتے گا۔ چھوڑ اسکا  
چھوڑ کر معلوم کرنے کی تکمیل پڑ جاتے گا۔ اس کی بیوی کوچی دیکھ کر حیران رہ جاوے گی۔  
” اور تمہاری بدوہ اسیاں بھی بدستور جاری رہیں گی۔ شما  
کھڑی کی تلاش جاری رکھو۔  
” میں نہیں سمجھا۔  
” اگر تم ملٹی نظر آئے تو تکمیل پڑ جاتے گا۔ چھوڑ اسکا  
چھوڑ کر معلوم کرنے کی تکمیل پڑ جاتے گا۔ اس کی بیوی کوچی دیکھ کر حیران رہ جاوے گی۔  
” سات قائم کی جوڑی تھی۔ پچھلی شام حیرے سے اس کی صلح ہو  
گئی تھی۔ اس خوشی میں اس نے اپنی دعوی کر دیا تھا۔  
” تھیک کہتے ہو۔  
\*\*\*  
” کہاں کا جزیرہ یا جیہد پر نظر لیجے ہیں بولا۔ درصل  
ایک شخص کوئی ملکت تھا۔ کہا۔ کہاں نے اسے فریبیا ہے۔  
” اور ہمیں کہاں سے وار ہو گا ہے؟ ہمیں تکمیل کے مطابق اپ  
تم بڑھتے میں نہیں لکھوں۔ تمہارے بھائی کی تلاش پاری ہے۔ کیا تم  
نے آج کا کوئی اخبار دیکھا؟  
” نہیں۔  
” تم سے متعلق ایک فوج شانہ ہوا ہے۔  
” نہیں۔ وہ یک بیک پر خوفزدہ سی نظر آئے گی۔  
” ایک بات کا چیز ہے؟  
” نیلم۔ اخبار لاو۔ حمید نے کہا۔  
” نیلم وہاں سے جائی تھی۔ حمید نے ریتا سے کہا۔ ” تم مجھے  
سے اسے بارے میں کہہ مت پوچھنا۔ میں نہیں جانتا کہ اخبار والوں  
” تو پھر تو ری پر میرا کیا ہوا۔  
” لیکن تمہاں کے ساتھ کہاں جاؤ گے؟

"میں معاف نہیں مانگوں گا" کاراس فرمایا۔ "اگر بے ایمان شاپت کر سکے تو تم اپنی کردول کا" پھر وہ تیری سے فوری کی طرف پڑا۔ اس کا ہاتھ کھا کر دیا۔ اپنی کردول کا" تدفون بیہاں سے پلے جاؤ" اندزا اسی سی بھاکروہ پھر بیہاں نہیں دل کے تھے۔ دیے تھوڑی ان دونوں دلچسپیوں کا انکراوڈ بھی صباخا تھا۔ لڑاک نے

اس کا ہاتھ کھا کر احترا اور ایک طرف پلے پڑی تھی۔

"میں کیوں نہ ہم کاراس ہی کے آفس چلیں" تھوڑی بولتا۔

"ہرگز نہیں۔ ہیں مجھے سے دوڑ رہنا چاہئے اور بچپن سے

کام طلب بھی بھی تھا کہ تم اس کے کرے میں واپس نہ جائیں" جو لیا اسے جس کرے تین لائی تھی وہ شاید اسی کی خوبی کا تھی۔

"کیا پیو گے؟" اس نے پہلا سوال کیا تھا۔

"جو کچھ بھی مل جائے۔ شراب کے معاملے میں کوئی مخصوص

ٹیکست نہیں رکھتا۔ سفتوں نہیں پیتا۔ پہنچے پر آکر تو پیتا ہی

چلا جاتا ہوں" میرے خواہ کی حیثیت سے تھیں کسی قدر یا قاعدگی

پر داشت کرنے پڑے گی۔

"ذکری جانے کی کیونا تم بہت خوبصورت ہو؟"

"شکریہ۔ دیے میرے جس کی تعریف کرتا ہمارے فرلنگ

میں داخل نہیں ہوگا" اب مجھے تھا راشکر ادا کرنا چاہئے کیونکہ مجھے عمر توں کے

ماہنگ لگانے کا سبق نہیں ہے۔" ایسے ہی معلوم ہوتے ہو" جو لیا اسے پھر وہ بھتی ہوئی۔

بے" اس بے ایمان کوئی کہاں پھیکلوں؟" تھا تو متعالیٰ ہی آدمی بھی پار پار یہی مجنہ اگر تیری میں دہرا رہتا تھا تو روی نے کاراس کی طرف دیکھا جس کا مذہب حیرت سے تھلی گیا تھا۔ اس کا خاص نے اس کی دہرا رہنی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"تیرے ہی سر پر تیخ دول کا اگر بچا کر یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"وہرے دیوئے اُسے پرہا راست لے کر را تھا۔"

تھوڑی نے اس آسے دوڑ رہنا سے تھا۔ اس دیوار پر

کے مختروں پر اٹھا ہوا تھا۔ یہ تمار خلیٰ ہی کا ایک ملازم تھا۔ پہنچا تھا اور شاید اول درجے کا شارب بھی تھا۔

"آدمیوں کی طرح یات کرو" کاراس پھر دہڑا۔" اسے

نیچے آتا رو"

"یہ ایمانی ہوتی ہے اس قمار خانے میں۔ اس کو تو

ہرگز زندہ نہ چھوڑوں گا۔ میری خاصی تری رتم انٹھی ہے اگلے"

"اگر تم ثابت کر سکو تو یہی ہو جائے گا"

دیوار نے پڑی احتیاط سے کسری فرش پر رکھ دی اور

وہ آدمی گرتا پڑتا ایک طرف جا گئے گا۔

"عہم جا" کاراس نے اسے لے کر اور دوڑ گیا۔

چھر کاراس نے دونوں ہاتھ بڑا کارا کا ہوں سے کہن شروع

کی تھا۔ خواتین و حضرات آپ تشریف رکھیے کبھی کبھی اس قسم

کی عطا فہیماں جی ہو جایا کرتی ہیں اور آپ جناب عالی میرے ساتھ

تشریف لائے گے۔"

لیکن دیوار جہاں تھا دیکھاں کھڑا ہیں کھڑا ہے گھوڑا تارا۔

"آئیے تا" کاراس با تھا ہلکر بولتا۔

"ہم کہیں جو جائیں گے" اس کے قریب بھر سے ہوتے

دوسرے آدمی نے کہا۔ "جہاں بے ایمانی ہوئی ہے وہی بات بھی ہوگی"

کاراس کی نظر اس پر پڑی تھی۔

تھوڑی نے اس کوچ منکتے دیکھا بچہ اس کی نظر اسی آدمی پر

جی رہ گئی تھی۔ تھوڑی حسوں کو رہا تھا جیسے وہ اسے دہاں دیکھ کر

اس سے کہیں زیادہ مچھر ہو ہو جتنا اپنے م مقابل دیوار کو بھی

دیکھ کر نہیں ہو جا تھا۔

کاراس پچاہوٹ دنتری میں دیائے پچھے سوچتا رہتا

پھر دلا تھا۔" کیشن میں تھیں کہ تو نہیں جاؤں گا"

"تم علیحدہ گی میں معاف نہیں کوئے اور میرا درست جسے

پھیے میں دوئا گیا ہے"

"میں۔ نام بھی میرے لیے نہیں ہے۔" "میں نے سوچا شاید تیا جوں کی اسی تری میں شامل رہا۔ جس میں تم تھے" -

"اگر بھی ہر تو میں نے توقیع نہیں دی تھی"

"میچا قتاب تم تیار ہو جاؤ" کاراس اسے غور سے

دیکھتا ہو اپلا۔

"مگر یات کے لیے؟"

مخفی آگے سفر کرنا ہے۔ یہ رہے تمہارے نئے کاغذات

جن کی رو سے اب تمہارا نام فرنیک بیاندہ ہے۔ اور یہ" کاراس

رجل کی طرف اٹھا کر بولنا" مسٹر فرنیک بیاندہ۔

"اوہ۔ ڈارنگ" لڑاک نے تھوڑی کے شانے پر با تھوڑا کھر

کوں سفید فام نظر نہیں آتا تھا۔ وہ جو سے بیہاں تک لایا تھا پھر

نہیں دکھائی دیا تھا۔ ہر سکتا ہے اس کا تعلق جیزیرے ہے ہی سے نہ رہا

ہو۔ بیہاں کاراس کے لیے کام کرنے والوں میں سارے سارے

بھی مشرق یورپ کے علاقوں کے باشندے معلوم ہوتے تھے۔ ان

میں سے ایک بھی مقامی یا سفید فام آدمی نہیں تھا۔ سفید فام

تو کاراس کے تلوے چاٹنے آتے تھے۔ ان میں سے پچھر مقلس تھے

اور کچھ دولت مند ہوئے کے پار جو دیجی کاراس کے رقم و کرم پر تھے

کیونکہ ان کے مخصوص نئے کاراس کے علاوہ اور کسی کے پاس سے

حائل نہیں کیے جا سکتے تھے۔ تھوڑی پیدا ہوتا جب جب

بھی موقع ملے گا۔ کاراس کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اس وقت کاراس

نے اسے دھانے کیلئے اپنے کمرے میں طلب کیا تھا اور وہ سوچ رہا

تھا کہ اگر اذکم اس سے یہ مفرد پہنچے گا کہ بیہاں اس کا معرفت کیا

ہے؟ کیوں بھیجا گی ہے بیہاں؟ اس نے دیکھ دے کر دروازہ

کھلا تھا۔ کاراس میں ہے لفڑا یا لینین تھا نہیں تھا۔ ایک سفید فام

لڑاکی بھی جس کی عمر اکیس سال سے زیادہ نہ رہی ہو گی۔ ترانا اور

درست تھی۔ انکھیں پڑی جاندار تھیں۔ کاراس نے لڑاکے قریب ہی

والی بڑی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ تھوڑی خاصیت سے بیٹھ گیا۔ اس کے

ہونٹ سختی سے ایک درس سے پرست تھے۔ کاراس نے

سامنے ٹیکے ہوئے اچار کو اس کی طرف آجھا لئے ہوتے پرچھے پرچھے

"کیا تم اس لڑاکی کو جانتے ہو؟"

تھوڑی نے بیغرا اس لڑاکے مختلف پوزر کا جائزہ لیا تھا

اور ادھر ادھر سے مخصوص کے بھی کچھ تھنکے پڑھے تھے جو اسی لڑاکی

سے متعلق تھا۔

"میں۔ میں نہیں جانتا" اس نے پچھے دیکھ کرہا۔

"اگر مٹھا ہے کیمی؟"

اُن ہے اور شہر۔

"اور نہ کوئی تجھیں یا حمید نے جگہ پر اکر دیا۔

"میری اور تمہاری موت ساتھ ہی آئے عین قم و نجف لندن۔

تین تجھاری گردان دباؤں غاہر قم میرے پیٹ میں بھری مارو گئے۔

حمد صرف پہنسچے کر دیا گیا تھا۔ وہ ساحل پر اپنے حمید

فریبی کی لائج دیا تھا۔ کرانے کی لائج پنج شہیں تھیں۔

شہری ساحل کی طرف روانگی سے قبل ایک بار چوتھا منہ

وک جاتے کے لیے ہاتھ پر مارے تھے لیکن حمید اپنی اولاد کرتا ہوا بولا۔ "پر وامست کرو۔"

لاجھ سخندر کا سرخ چیر قلچور کے بڑھی تھے اور قام کھانے

لگا تھا۔ حمید سخت سے ہونٹ پھینکنے خلاف میں گم تھا۔ وہ سوچ

رہا تھا کہ اسے ایک بار چھپ جیری در قلم سے رالب قام کرنا چاہیے۔

دفعہ کوئی سخت سی چیز اس کی گدن سے آنکھی تھی اور وہ چونکہ

پڑا تھا۔

"چھپ کہا جائے؟ دھرمی چلتے رہو تو اس کے کان میں

کسی نہ کہا تھا۔" درد اسی جگہ سوچ ہو جائے گا۔

قائم کے ساتھ بھی سبی واقعہ پیش آیا تھا اور اس نے تو

گردان میں چھینے والی چیز کو پکڑنے کی کوشش کی تھی۔ اس سے کہا

گیا تھا۔ "گوئی چل جائے گی الگ ٹھیک ہے۔

"ہاں ہاں۔" وہ جھلک کر بولا۔ "ان مخوسوں کے ساتھ

سوچ چور کے لذ و کب چلتے ہیں؟ گویا ہی تو جیتی ہیں۔"

"خاموش بنتے رہو۔"

"وہ تو پیشناہی پر سے گای ہے حمید بولا۔" لیکن تم نہیں جانتے

کہ تم کس کے ساتھ ہے جو کہ اس کی ایسا ہمارا ہو گا؟"

"خاموش میخواہو۔"

کاراں بجا بیو۔ کیا یہ اسی کے آدمی تھے؟ حمید سوچ رہا تھا۔

انہیں اپنے آپ میں چھپ دیکر اسی اسلام کے لیے باہر گیا تھا۔ دفعہ

اس نے اپنی آماز میں قائم کیا۔ "چھپ یہ وک کہہ رہے

ہیں وہی کوئی یہ حد نہیں معلوم ہوتے تھیں۔"

"لیکن ڈار پوچ شہیں ہوں۔" قائم براہ راست لیکن دوسرے

ہی تھے اس کی گودان پر ریوالور کی نال کا دیا وہ چھوگی۔ ساتھ ہی

کہا گی۔ "ذرا ہی حرکت اکے دیکھ دیتا ہو جاتا ہے یا نہیں؟"

قائم پے جس دحرکت پیچا رہ۔ شاید وہ اسی دو رانج چھوڑ

گی تھا کہ گدن سے ریوالور کی نال انہی ہو گئے۔ حمید کے اندازے

کے مطابق ان کے عقیب میں تین آدمی تھے۔ دو نے ریوالور بسحال

اسے گھوڑا ہو گرا گیا۔

"قیقدل نہ پوتا؟ خود ہی تو سالنے گھر تھی میں ہوت کی بات

کرتے ہیں پھر میں بولن تو غرائی تھی تھے۔"

"مرست بکاراں کرو؟"

حمد صرف پہنسچے کر دیا گیا تھا۔ وہ ساحل پر اپنے حمید

فریبی کی لائج دیا تھا۔ کرانے کی لائج پنج شہیں تھیں۔

شہری ساحل کی طرف روانگی سے قبل ایک بار چوتھا منہ

کرایہ دار ہے۔ تنہا ہے۔

"چھپ کجھی آئیں گے۔ اس وقت جلدی ہے۔" حمیداً جھٹا ہوا

قائم کے چھپ بڑھتا ہوا۔ لیکن کوئی لذتی ہی کالی دی ہوگی۔

"خیر۔ خیر۔ جسے یقین تھا کہ آپ جسے بڑے لوگ اس کے

چھپر گل نہیں جائیں گے۔ جب اور جہاں کیسے وہ خود ہی سچ جانے

گی۔" کاراں نے کہا۔

قائم جلدی سے بول پڑا۔ "کیا بتائیں گے؟ میں خود ہی تھیں

فون کر دوں گا۔ تم بہت اچھے آدمی ہو۔ اور ہاں میں تمہے چھپ تلپاں

بھی سیکھنا چاہتا ہوں۔"

"میں کوئی کوئی مسوبی بات دریافت نہ کر سکے۔

وایپی پر ساحل کی طرف بیٹھے ہو گئے حمید قائم کو پڑھا

کہہ رہا تھا۔

"تمہے کیوں نہام پیا تھا کی جنم ششم ہوت کا۔"

"اور نہیں تو کیا کہتا؟ کیا میں کوئی جواری ہو گا، یا میری

سوجہ دیگی کا جواز پیدا ہو سکتا ہے۔ تمہارے مختلف پورا شہر جا شاہے

کو اسیں پرالپا کرنے سے بھرتے ہوئے ہوئے۔

"جیسیں تو قائم رک کر دہاڑا۔"

"چھپ۔ چھپ۔ اپ تو انشتم میں ہو گی۔" حمید اس کی کھر پڑتے

پیارے چکلی دے کر بولتا تھا۔

"تم تباہی سے مجھے سیماں قبول لائے تھے؟"

"فاتحی کی کی تلاش تھی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ ہنگامی

نے برپا کیا تھا کہ الکھیں چھپا بیٹھا ہو تو باہر آجائے۔"

"باہر آجائے۔ تو وہ کوئی مرد تھا۔"

"صلتے رہو۔ اگر وہ مل جاتا تو تمہاری مشکل آسان ہو جاتا۔"

اک نہتھ تک پال پال رکھی تھیں۔

"سامے تم فی جنڈل جگراؤ بیٹھاتے رہوئے۔"

"سیچھکے ہے چھو۔ تمہارا کام میں ہو رہا تھا۔"

"میں بالیں برس کے تمام میں تو ہو رہا ہے۔ میں موت

کے سوچ موجوں ہیں بولتا ہو گا۔"

"چھو۔ دھکاویں" قائم پیدا تھوڑی مذہلاتے ہوئے بولا۔

"جسے خوشی ہوگی اگر آپ ثابت کر سکے۔"

کاراں دروازے کی طرف پڑھتا ہو اپلا۔

وہ دونوں اس کے ساتھ مال میں آئے تھے لیکن سہاں

اب بالکل سنا تھا۔ ایک مت نفس عجمی نظر نہ آیا۔

"دیکھا آپ نے" کاراں عصیتے ہیے میں بولا۔

"یہ کیا ہے آپ لوگوں نے آج کا بڑی سبی کیا کر دیا۔ خیر کوئی بات

نہیں۔ اگر آپ لوگوں کی بیجانے کوئی اور ہر تا تو اس کی مشکل نہ

بچھانا جاتا۔"

"ارے ہم قم سے کتنی ارجمندی کے لیے نہیں آئے" حمید بولا۔

"چھپا کر مخفماں کا مطلب؟"

"در جا۔ ایک دن میرے درست نے سہاں ایک لمحہ شتم

سخیدا۔" درست دیکھی تھی۔ اسی کے چھپ میں آیا تھا مجھے جی ساتھ

سچ لایا۔"

"آئی بی جاتی رہتی ہیں" کاراں نے بے پرواں سے کہا۔

"وہی سے تمہارے درست نے کتنی رقم ہاری ہے؟"

"کیوں۔ کیا تم اپس کر دے گے؟"

"یہ نہیں چاہتا کہ آپ جیسے لوگوں کے قدم دوبارہ

اس چھپ سے کی عزت پڑھائیں۔"

"میں ختم" قائم ناہم اٹھا کر دہاڑا۔ "کیا میں کوئی محتاج

ہوں کہا رہی تھیں رقم اپس لوگوں کا؟"

"چھپ آپ کی چھپیں جناب والا؟"

"سہاں کے سب سے بڑے اندھرا ملیٹ کی اولاد ہے

"ادہ۔"

"سیچھ عاصم کی اولاد ہے؟"

"ادہ۔ پڑھی خوشی بھوپی جناب والا۔"

سچھر کے ساتھ اگر وہ اپس کہاں ہو گا؟"

"ختم رو" حمید بڑھتا ہوا کر بولا۔ "اگر قم اپنی ہجرتی

چھپ بولو۔" عاصم گروپ کا نام سناتا ہے۔

"ادہ۔"

ہیں لیکن چھپ تیسہرگا ہوں گے۔ مجھے یقین ہے۔

"ارے کوئی روزانی بھرائی والائے دی پھر تلپاں بھی ہو گا۔"

حمد بولا۔

"آپ براہ راست ثابت کیجیے کہ میری میزوں میں خالی قسم

چھپ رہا تھا۔"

# ZAIR ABDULLAH (uzairxi)

"میرے جہاں کے باقی صفات میں۔ میں یہ پڑے  
چیزوں کے ایک گروہ کے پھنسنے میں بھینی ہوئی گروہ  
کے سریاہ کی عورت سے مجھے جو بہدیايات ملی تھیں۔ میں نے ان پر  
عمل کیا ہے ؟"

"کہاں پلاں پر جوانی ہو ؟"

"میں نے یہاں پہلے کہیں ہنسنا"

"تو گویا تمہارا اتنا کام تھا کہ تم بیان آکر اپنے بھائی  
کی کہانی میں شاہراً گاہ کر دو کہ اتنی فربی خاطر میں میں ہیں ؟"

"بالکل یہی ہات ہے۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی"

"تین سے رواہ و سرم تھا خاتون کی بہارت بھی گردی کی طرف  
میں میں ہیں ؟"

"ہاں۔ بھی ہات ہے۔ مجھے حضرت منہہ ہبھل۔ مجھے  
گرفتار کے چیزیں ڈال دو"

وہ پھر پڑھ کر دو گلی تھی۔

شام جہاں تھی وہیں بھر کر بی بی اس کی زبان سے ایک  
لفظ بھی نہیں لکھا تھا۔ حیدر نے بھی ریا کو چیز کرائی کو فرش  
نہیں کی تھی۔ وہ دستور روکی تھی۔ شام سے حیدر کو ہر ہر چیز کا اشارہ  
کیا تھا۔ وہ ریا کو وہیں چھوڑ کر رہا ہے اس کے  
لئے کام ہے۔

"بس باتیں سین ٹک کر سمجھی جائیں ہو ؟"  
میں نہیں کہا تھا اس کی تھی۔

"اس کے سوت کیس اور آنفیت زندگی کا حوالہ دینا غوری  
نہیں اس سے میں ہمیں خاموش ہی سہتا چاہیے ؟"

"تم مجھے آسا احتکن کیوں بھیت ہو ؟ غور توں کے آنے سے  
یہ روزمرہ کی چیزیں۔ تیکیں شاخوں ہوں اور افتاب کا رہنے  
خلوں میں بھی سکا ری کی اہر ہر گھومنے کا عادی ہوں ہیں ؟"

"میں ہمیں فاموٹی سے اس پر نظر رکھتی ہے ؟"

"تم کی تو قدر ڈگری آزمائے کا باراہ طاہر قریباً تھا ؟"  
اب شہیں۔ تیر تھج رہا پہ آری ہے یا جھری ہی اس  
کی ایک بی شاخی ہو گئی۔ بہتر نہیں کہ کہم فاموٹی سے نظر رکھتی ہے ؟  
حیدر کچھ نہیں۔

گراج کا کوئی آری سرل میں پبل بارکٹ ایٹیٹیک بھی درسے گا  
اور دستے نے ہوتے پتے پر بہت بچا بھی دے گا۔ میں نے فاموٹی  
اختیار کر لی۔ سچ کچ کچ دیہ گارڈی ایک گیراج کی احاطہ  
میں داخل ہوئی تھی اور بچا کس کے بعد بھی یاد نہیں کہ بھر اخاطہ کیوں  
ہماری تاکوں سے کٹور دو فارم میں بیٹھوٹ روپاں کا دادی کے  
تھے۔ ہوش آئے پر خود کو اسی سترن سے بندھا ہو گا پایا تھا اور خدا  
کا لاکھ کا لٹکھ تھا کہ میں انکل کے بارے میں نہیں جانتی تھا کہ وہ  
کہاں ہیں ؟"

"یہاں دیہی معلوم کرنا چاہتے تھے ؟ حیدر نے پوچھا۔

"اس کے علاوہ اور کسی کی منتکلوں نہیں ہیں ؟"

"اب ریا کے بارے میں بتاؤ ؟"

"اس سے سکی تھے کچھ نہیں پوچھا تھا"

"کوئی سفید فام بھی دکھانی رکھتا ہے ؟"

"نہیں۔ کوئی نہیں۔ ساری گفتگو ردو میں ہوئی تھی۔"

ریا بھی میں فرمی تھے اپنی کہانی میں۔  
ہے کہ اس پر قدر ڈگری آزمائے کا باراہ طاہر کے سامنے دو فون  
کرنے کے باوجود بھی اسے بیداشت کر رہی ہوں گھن اس نے کہ  
انکل کا حکم ہے۔

حکم اسی وقت ریا کے میں داخل ہوئی تھی۔ اس کی  
آنکھیں عرق اور مژد میں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ  
وقت سب کئے اچھے ہو۔ وہ بھر جان ہوئی اور اسیں بیٹھا۔

"میرا ادم حکمت رہا ہے خواہاب پچھے بھی ہو۔۔۔ سب کچھ بتا  
دیتا چاہتی ہوں ۔"

"مشکل حیدر اے گھوڑا تماں بالا۔

"میرا بھائی فام پر شر نگٹی اس معاشرے میں براث نہیں ہے ؟"

"بھارے سے نئی اطاعت نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ  
پیر کے ایک کلب میں رینگ دے رہے اور اس نے  
آج تک ادھر کا ورث ہی نہیں کیا۔ بہر حال تم اپنی پورنگ کی بارے  
میں بھیں مطلع رکھتی ہو۔"

میں اس شخص کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ بس مجھے  
کہ کہم اس کا خاتما ہے۔

جہاں رہا۔۔۔

اسکے بعد بھر دوڑھے تھے اور قائم تھا  
چھ آدمیوں کی مرمت "شروع کی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان میں  
کو کہا گیا تھا۔ چاروں طرف تاریکی اور خاتونی کے قابوں نہیں رہ گی تھا۔ اس  
دوران میں شام اور دریا کی قاسم کے رسم کی ایک بیرونی  
سنتیں لکھنے لگیں۔ میں دھنیا اور خاتونی کے قابوں میں دھنیا اور  
دھنی سے مورخ ہوتے۔ یعنی حیدر نے بھتی جا دیں۔

انہیں دیکھا اور جھکھیں بند کر لیں۔ اس کے دو نوں گاہوں پر نیچے  
شیئے شان تھے شاید تھیں میں تھے۔ جیسا کہ خون کو نہیں کھوئے گا۔  
"سرد کے پھر" وہ حلی بچا رکھا۔ ایک شام تھے اور تین اور ہمیں

بے ایک کو بھی زندہ دھچکوڑوں کا۔

"چلو۔ تم بھی اپنی کپاس کھڑک سے ہر بیاڑو۔" اسے بیاڑ  
کی نال سے دھکنے کی کوشش کی گئی تھی۔ میں دھنی میں تھے۔

ڈم بیٹ پڑا۔ گھوٹ ناک پر چاہتا اور جھٹکار کے پتھر پر پیٹھی تھی۔  
جس نے تامک کی کھڑک سے ریا اور لگا رکھا تھا۔

دو نوں ہی کے باختوں سے ریا اور لگ کے تھے۔ قابوں نہیں  
چھاپ بیٹھا۔ پھر جاڑوں آدمی پیک و قفت حیدر پر ہے  
تھے۔ قابوں اور روؤں پر بیٹھا۔ اسی میں سچ رہا تھا کہ اسے کیا  
ریا چاہیے۔ اپنے اس کی نظر ایک آدمی پر پڑی جس نے تھے۔

"ہرگز۔ نہیں۔ اس نے تو سہاری مدد مود جو دی میں کہیں  
جا شے کی خلافت کی تھی ؟"

"ہوں۔ اچھا چاہیے۔" حکم سے لکل کی لینے کے بعد فلم دیکھنے کا راہدہ ملتوی  
کر کے تباری تلاش کی تھی۔ بہر نہیں کے علاوہ اور کہاں  
دیکھتے۔ اتنے بنا تو میں اس کے سامنے رکھا۔ جا۔۔۔ ہے ہوءے ؟

"ایسا۔۔۔ بات ریا نے مجھانی تھی ؟"

"میں یہ بھی سمجھ رکھ رکھتی ہیں۔ بہر میں پول سے نکل کر لگاڑی

"تم کیا دیکھ رہے ہو تو قام بھاٹا؛ بیاکی مدد کرو۔" یعنی فصلی  
اوازیں جھوپتیں۔

قام اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے دو نوں باختوں میں یا لاؤ  
تھے۔ دھنیا تھا جو اس کے پیٹھے کی پیٹھ کش کی۔ بے حد شاستہ  
اُپر اٹھا۔۔۔ درست۔

اور چاہو۔ اور اسکم کے سطحیتی کام کرو۔"

"اوڑ۔ آپ۔ "خانم کے لیے تھے میں حیرت تھی۔"

"میں فی الحال بھیں رہوں گا۔"

خان اور خانم تھانے سے محل کے ایک اپے جھنے

میں برآمد ہوئے تھے جو عام طور پر ویران رہتا تھا۔

"تھیں تھانے کا فیال کیسے آیا تھا؟"

"اس لیے کہ آپ میرے علم میں لائے بغیر محل سے باہر

نہیں چلتے۔ خواہ حالات کوچھ ہوں۔"

"تھریز کو سب تھیک ہو جائے گا لیکن یہ مزدری ہے

کوئی دلگیر میری حرکات دھنات کو ذہنی خود کی پیغمول رکھتے رہیں۔"

"میں آپ سے کچھ نہ پوچھوں گی۔"

"شکریہ خانم۔ ویچے یہ کہنا ایسا معاملہ نہیں ہے کہ حقیقتاً

منیر کی طامت کا سامنا ہو۔"

"مجھے آپ پر اعتماد ہے۔"

"گلو۔ بہت تھریزی دکھاری ہے۔ اے سمجھاؤ۔"

"کیا تھریزی دکھاری ہے؟ خانم کے لیے میں حیرت تھی۔"

"اس نے کسی قدر اندازہ لگایا تھا میرے حالات کا۔"

"میں اسے ہر معاملے میں زیان پیدا کرنے کی کوشش کروں گی۔"

خان اپنی خواب کاہ میں آبیخا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا بیسے

جلد ہوا سے فون کی گفتگی بینے کی توقع ہو۔ میں چار منٹ بھی نہیں

گزرے تھے کہ گفتگی بینے تھی۔ اس نے سیور اٹھایا۔ "ہیلو۔"

"کون صاحب ہی؟" دوسرا طرف سے آواز آئی۔

"خان دوراں۔"

"ایک منٹ جاہ۔ ہو لڈ کیجیے۔"

"پھر دوسرا آواز آئی تھی۔ "ہیلو۔"

"کون ہے؟" خان دوراں تھبیٹاں پر، ٹھال کر کھا تھا۔

"کیا تم اواز نہیں پہچانتے؟"

"اوہ۔ کیوں؟ کوئی خاص بات؟"

"رات تھمارے محل میں کیا ہٹکا رکھتا؟" دوسرا طرف

سے پوچھا گیا۔

"کیا مطلب ہے کہ اپنے تم میرے بغیر معاملات میں بھی

دھن اندازی کر دے گے؟"

"قی الحال بھی کچھ لو۔"

"چوڑم کہہ رہے ہو وہ ہو جائے گا لیکن غیر مزدری کیاں

میرے لیے ناقابل پرداشت ہو گی۔"

چہار رنگ دہلي ۱۵

"اس کا کوئی نہ کوئی آدمی سے باختہ جائے گا۔"

"کیسے باختہ جائے گا؟ تم تو یہاں تھانے میں مشکل ہوئے ہو۔"

"لیکن میرے لوح۔" فریزی اُس کی آنکھوں میں دیکھتا

ہوا مسکرا یا اور بولا۔ "باہر محل کے چاروں اطراف پھری ہوئی ہے۔"

"شعری سمت کرو۔"

"آج تک آدھا صد عرب بھی نہیں کہہ سکا۔ یہ بروز پڑھتی تھی

یعنی میرے آدمی محل کے چاروں طرف موجود ہیں۔ اگر کسی نے یہ

معلوم کرنے کے لیے کتم تھی مجھے محل میں موجود ہو یا نہیں اُنہوں

آنے کی کوشش کی تو میرے آدمیوں کے باختہ جائے گا۔"

"ریسے ایک بات بتاؤں کہ کچھ دیر بعد فام سیوی تھانے

ہی کی طرف آئے گی۔"

"کوئی حرج نہیں۔ تم نے خانم کو اعتماد میں نہ لے کر غلطی کی ہے۔"

بڑے کھرے پھان کی بینی ہے۔ تھمارے بیٹھی سکتی ہے۔"

"میں جاتا ہوں۔" خان نے مصطفیٰ باڑ انداز میں کہا۔ میں

ان لوگوں کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔"

"پریشان تو وہ تھمارے اس روئی کی بناد پر ہوں گی۔"

"میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتا۔" خان دوراں جنگلی اور فریزی کی بینی کر دیا۔ "تم محل اس لیے اس قدر بزوی ہو گئے ہو کہ

کہیں فشار نہ قرار دے گئے ہو۔"

"اس میں کوئی خوبی نہیں ہے۔"

دفعتہ آنکھوں نے قدموں کی آہستہ سنتی تھی اور جو بک پرے

تھے۔ درسے ہی تھے خانم سعدیہ اُن کے ترتیب کھڑا کی تھا۔

"اوہ۔ کمال بھائی۔" اُس کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔

فریزی اٹھتا ہمچا جو لولا۔ "سعودی خانم معافی پاہتا ہوں کر

تھمارے شوہرنے بھے گی، اس حال کو پہنچا دیا ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔ آپ بھارے یہ فرشتہ رحمت سے کم نہیں۔"

اب میں قطعی ملٹن ہمچوں جو کچھ بھی ہرگا آپ دیکھ لیں گے۔"

"لیکن یہ بات آپ ہی کی حد تک رہے گی۔" فریزی نے کہا۔

"یہ بھی کوئی بھئے کی بات ہے کمال بھائی۔"

فریزی نے خان کی طرف دیکھتے ہوئے نے کہا۔ "کچھ کی

اپنے شفیعیات پر ایسا وقت بھی ضرور آتا ہے۔"

"میں صرف خان کی سلامتی کی خرابی ہوں۔ نہ کچھ جاننا

چاہتی ہوں اور نہ کھانا چاہتی ہوں۔"

"میکا ہے۔" فریزی نے خان سے کہا۔ "اپ تم

خانم سعدیہ بولی۔"

"لیکن ہمیں علم تھا کہ وہ باہر گئے ہیں۔" مکارہ بول۔

"ہو سکتا ہے رات میں کچھ نہیں ہے۔" خانم نے کہا۔

"کوہر سے چلے گئے ہوں گے؟" فارزوں کے بعد سے ہر

ٹرف کے پہرے دارچوں کوں ہو گئے تھے۔ شاید یہ کوئی پہلی رات

کو سرما ہو۔ کسی کوچھ روایتی علم نہیں ہے۔" اگر کسی

انداز میں کہا۔"

"اُرستے تو خود بیوی میں کوہر طلب کر سکتے تھے۔"

"آپ کیا سمجھتی ہیں؟" "گلروں کو غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔"

"میں کچھ کرنا چاہیے۔ میں کشر کو فون کرنے کا بھروسہ

کروں گے۔"

"بے ورقی کی باتیں نہ کرو۔ ہم نے کبھی سرکاری آدمیوں سے

امداد طلب نہیں کی۔ خان اپنے معاملات خود ہی نمائی کے عادی

چیز۔" خانم نے گلروں کو گھوڑتے ہوئے کہا۔ لیکن بچھے نہیں ہوں گلروں اگر وہ

چاہتے تو خود بیوی میں کوہر طلب کر سکتے تھے۔"

"اوہ۔ میں نے سمجھا ہے۔"

"اُن بیس فتح میں دیکھا جائے گا۔"

خانم نے رسمی بات کا جواب دیکھے۔

"بکھار میں دیکھا جائے کہ کتم کوں ہو۔" خانم کو غصہ آگیا تھا۔

دوسری طرف سے جواب ملنے کی بجائے سلسہ منقطع ہوتے

کی آواز آئی تھی اور خانم نے جھلکا کر بیل پر بیٹھ دیا تھا۔

نالیہ اور گلروں دروازے کے قریب فارشوں کیڑی تھیں۔

پشاں نہیں کوں بے ہجڑہ تھا؟" خانم ان کی طرف ہو گلروں کیڑی۔

"یا کہر رکھتا؟" گلروں نے سوال کیا۔

خانم اس نہیں بتلتے گی۔

"آخربالا کس وقت باہر گئے؟" گلروں نے پتھر لیجھیں کہد

"توں بھی نہیں بتا سکتا۔ کوئی بھی جانشی کا تھا۔"

گلروں اپنے طور پر معلومات حاصل کرنے کے لیے مازہریں

پے جو گلروں کیڑی تھی لیکن کامیاب نہ ہوئی۔ ساری گلروں میں

موجود دلخیس اور اس موجود میں گلروں ساری کامیابی نہیں کی جاسکتا

سچا پھر بھی احتیاط اس نے اصلیں کی طرف بھی نہ کروں کر دروازیا

حقاً اور سچویں کی طرف بھی نہ کروں کرے۔

"اس دن باہر سے کوئی کامیابی نہیں کی جاتی۔ اس دن

کام سیوی نہیں کر کر کھا جاتے ہو۔"

چھار رنگ دہلي ۱۶

علم ہوتا تو وہ میرے باب کو فرور پہنچتے ہیں۔

میرے ختم کردہ اس حصے کو۔ اس نے راستے کی دریافت سے میرا کام آسان ہو گیا ہے۔ جان قوان دنوں کی گفتگو سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ عورت تمہارے معاملات سے بہت زیادہ باخبر ہے اور مرد کچھ بھی نہیں جانتا۔ وہ صرف اس نے آیا ہے کہ عورت کی ہر ایسا پر عمل رہے۔

"میری بھی نہیں آتا کہ ایسے فرستہ کی چاہتا ہے؟"

"پہلے میرے ایک سوال کا جواب دو جبکہ شاید میں اس پر کچھ روشنی ڈال سکوں۔"

"پوچھو۔ کیا پوچھنا ہے؟"

"کان کے جن حصے پر وہ اپنا بیٹھنے چاہتا ہے۔ قانونی اعتبار سے بھی قسمیں رکھنے کا یا نہیں؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ یہ افسوس کرنے والی نہیں"

"تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا قانونی بیٹھنے پوری کان پر یہ قرار ہے گا۔"

"بالکل یہ۔"

"لہذا اس حصے میں جو کچھ بھی ہو گا اس کی ذمہ داری تم ہی پر عائد ہو گی۔"

"اصولی طور پر بھی سمجھنا چاہتا ہے۔"

"ضد اگل پشاہ ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"ادھراً۔ اُنفشنے میں دیکھو۔ فریدی نے کان کا نفشنہ میز پر پھیلاتے ہو گئے کہا۔ یہ دیکھو۔ یہی ہے نادہ جھڑہ جس پر وہ اپنا بیٹھنے چاہتا ہے۔"

"بھی ہے۔"

"اور تمہاری اجازت حاصل کیے بغیر کوئی دعا نہیں۔"

"بھی نہیں سکتا۔"

"خاہر ہے۔"

"اب دیکھو۔ اس حصے میں ایک دراز بیان ہائے تو نجیگی ہو گا۔"

"دراز بیانی جائے ہے۔ کان دوران نے حیرت سے ڈھرا یا۔"

"ہاں۔ آں۔ مشکل کام نہیں ہے۔"

"میں تمہاری بات ہی نہ پوچھ سکا۔"

"کان کے اس حصے کے اختام ہی سے دوسرے تک کی مرد شروع ہو جاتے ہے۔ اگر بیان میں دوسرے راستے کا

لیف پڑا۔ لیکن جو بھی افسوس کے معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ساری جگہیں اس کے لیے جان پہنچانی ہوں۔

کاڈنٹر پر ہان دوران کا پرمن سکریٹری ان کا مقابلہ تھا۔

کان کی میشنه وقت توری نے جو بھی کی طرف مستقر نہ نظر ہوں۔

سے دیکھا تھا اور اس نے اسے خاموش رہنے کا اشتارہ کیا تھا۔

پرمن سکریٹری اگلی سیست پر ڈرامہ کے برائی بھی کیا تھا۔ تھوڑی رسمی۔ اس کی اہمیت صرف میں سکریٹری تک محدود ہے۔

دیکھو وہ بھی کی شامدار گاڑی زمرہ محل کے پھانک سے گور کر کپڑہ میں داخل ہو گئی۔ توری نے پھر کچھ بونا چاہتا یہ میں جو بھی اس کی ران پر ماخوذ رکھ دیا تھا۔

88 پھر وہ ہان قاتے میں پہنچا دیے گئے تھے۔

"یہ کوئی ایسا انجام ہوا مسئلہ نہیں ہے۔ فریدی نے ہان دوران کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تو گویا تم بھی چکے ہو گوہہ میرے ہان کیوں بناتے کہ تھے؟"

"میں نے پہلے ہی انتظام کریا تھا کہ اس کا مضمون بھی ٹھوکوں۔"

"ہان قاتے میں جو گلہ ایکروں بھیں چھا دیے گئے؟"

"اوہ بھیرتہ قاتے میں بیکھر کران کی گفتگو شنتے رہے تھے۔"

خان دوران کا چھپہ جمل انجام تھا۔ دوسری جانب میشنه ہو گئے ادنی سے جاہکراں جس کے ماقبل میں کافی کا کپ پہنچا۔ کافی چک کراں کے اور پر گری۔ وہ اس سو ششی پر چڑھ دوڑا۔ ادھر عمر کا کوئی مقامی تاجر معلوم ہوتا تھا۔

ٹھیک اسی وقت توری کے پیچے سیٹھے ہوئے ادنی سے نکلا تھا۔ "صفدر بندر کی تحریث میں ہو۔"

"بھروسہ بند کر دیتی کے پیچے۔" توری بڑا دھماکا۔

پیچے سیٹھے ہوئے نوجوان نے توری پر ماخوذ پھوڑ دیا۔ اس

پھر کیا تھا۔ جہاں میں ہر یوں گلہ چھوٹے ہو گئی۔ توری نے اس کو کوڑ جوان

پر جو ایسی حملہ کرنا چاہتا۔ کئی لوگ اس کے درمیان آگئے جن کا

تعلق چہار کے علی سے تھا۔ اسٹرہ سٹس اسی دوران وہاں سے

چک کی تھی۔ بڑی مشکل سے بات رفع رفع ہوئی تھی۔

حکومتی دیواریوں پر کہا۔ "اگر ہی حال رہا تو مجھے اس

"کیا تم بھی مجھے میری بیوی ہوئے؟" وہ جھلکا۔

"تم وی کر دے جو بھی کہوں گی۔"

"سنوسوٹی۔ تم دنیا کی دوسری عورتوں سے مختلف نہیں

ہو اور عورت ملکری کے پیکٹ کی طرح ہمیشہ جیب میں نہیں پڑی رہتی۔ اس کی اہمیت صرف میں سکریٹری تک محدود ہے۔

اس کے بعد وہ جیب سے ردی کی توکری میں منتقل ہو جاتی ہے۔

"اس بھاؤں کا مطلب؟"

"یہی کہ تم بھی مجھے میری بیوی ہوئی تو مجھی کی روزی کی لڑی

میں منتقل ہو گلی ہوئی۔ میرے لیے عورت کی پہلی محکماہ دلکش، دوسری قابل برداشت تھی۔ یورنگ اور جو تھی بالکل ایسی حکومت

ہوتی ہے جیسے کسی بینریتے دامت دھا دیے ہوں۔"

"چلوپی بھی ہے۔ میں تم سے بحث نہیں کروں گی۔ وہ زیر دست ہنس پڑی تھی۔"

اسی دوران اسٹرہ سٹس پھرای طرف سے گزیری تھی اور

توری نے اس کی ران میں چکن لینے کے لیے ماخوذ پہنچا یا تھا۔ وہ

تیزی سے ایک طرف ہی۔ دوسری جانب میشنه ہو گئے ادنی سے جاہکراں جس کے ماقبل میں کافی کا کپ پہنچا۔ کافی چک کراں کے اور پر گری۔ وہ اس سو ششی پر چڑھ دوڑا۔ ادھر عمر کا کوئی مقامی تاجر معلوم ہوتا تھا۔

88

"میں نے بچا تھا کیسا بہتر متحال میں ہے؟"

"میں نے اپنے پہرے داروں کو جیک کرنے کے لیے دو قاتر کیے تھے۔"

"اس کی مزدورت کیوں پیش آئی تھی؟"

"اس لیے کہ وہ چوکس رہیں اور تم کوئی اور مرکت نہ کر سکتا۔"

"کسی حرکت؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"آخر نے یا تھا کے کسی آدمی نے عمل کی حدود میں قدم رکھنے کی جرأت کی تو گولی سے اڑا دیا جائے گا۔"

"میں نے اس وقت اسی لیے فون رکنا چاہا تھا کہ اپنے دو

میانزی کی میزبانی تمہارے ذمے ڈال دوں؟"

"میں تھے کہ دیا کریں کوئی قدم نہیں رکھ سکے گا۔"

"اچھی بات ہے تو چھریں اس کا فذ کو اسے بڑھانے دیا گولہ۔"

"محظی وی خان کی آواز کا سپ گئی۔ کون ہیں وہ ہان؟"

"وہ سفید قام غیر ملک۔ سڑا اور مسٹر فریک بجا آئیں۔"

"اگر۔ وہ۔ غص۔ غص ملکی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

"کل صبح دس بجے تمہارا گاڑی اسٹرہ پورٹ پہنچ جائی چاہیے تاکہ وہ تمہارے ہی میانزی پر جو گاہ کیا کرنا ہے؟" خان نے مزدہ کی اواز میں کہا۔

وہ دو نوں مسٹرینڈ مسٹر فریک بجا آئیں۔ حشیت سے سفر کر پہنچتے۔ توری بیڈ سڑا بکس کی قدر ملٹن نظر آ رہا تھا کیونکہ

کاراں میلہ بک نفترت اگلے شکل نامعلوم بدت کے لیے نظر ہوں سے اور جھل سو گئی تھی اور جھوٹ ہر راجح تھی۔ اور شاید اس مشن سے بھی کہا تھا۔

"میں ہمیں سڑا کے پر جاتا ہوں گی کہ میں کیا کرنا ہے؟" جویا نے سفر شروع ہوتے ہی کہا تھا۔

ان کا طیارہ شاہل کی طرف پہنچا کر رہا تھا۔

کیوں دو نوں کی گفتگو کے بعد توری کو ماخوذ پیر پھیلانے کا موقع

نصب ہوا تھا۔ لہذا اس کی طرفی کیسی پوری تھی۔ بیدار ہو گئی تھی اور اس نے سافولی سوپ اور بڑی بڑی دلکش آنکھوں والی اسٹرہ سٹس کو ملچھانی ہمڑی نظر ہوں سے گھوڑنا شروع کر دیا تھا۔ ایک ادھر بار جھپڑا بھی تھا۔

"خود کو قابویں رکھو۔" جویا بھولی۔ "بیہاں کا ماحول ہمارے

ماحول سے مختلف ہے۔"

"امتحنی آدمی۔ سیری خلوات مسودے نہیں کرتی۔ جیرتی بھے  
بچر ہے گی بھوکر دردناک تھا تو بخوبی بھوکر۔ مجھے یقین ہے کہ  
خاب کا ہوں میں پانی جانے والی بخوبیاں بے خدا ہم ہوتی ہیں۔"  
وہ فرش پر نیٹھی ہی یتھے بتر کی طرف کھکھنے لگا تھا۔  
"شہرو" خوفناک چہرے والے کہا۔ "مجھے بتاؤ  
بخوبی کی کوئی کہاں ہے؟"  
"ست۔ تکے کے بچے؟"  
"میں خود بیختنا ہوں" اس نے آگے بڑھ کر تکہ اٹھایا  
تھا۔ کچنی کے گھے کے قریب ہی امشاری دوپائی کا ایک  
پستول بھی رکھا تھا اندازیا۔ اس نے دونوں ہی چیزوں اٹھائیں  
اور مجھی کا چھا اس کے آگے ڈال دیا تھا۔  
شہرو ہی در بعد بخوبی بھوکی اور اس نے ایک لفاذ  
نکال کر خوفناک چہرے والے کے آگے ڈال دیا تھا۔  
"اب تم ادھر دیوار کی طرف منڈ کے بخوبی ہو جاؤ" اس نے لفاذ اٹھاتے ہوئے کہا۔  
ایک نظریہ نے چپ چاپ تعییں کی تھی۔  
خوفناک چہرے والے نے اسے اٹھا کر بیٹھ رکھا۔ نیڑے  
روشنی والا بیبی بچا دیا اور نیلی روشنی والے کا سوچنی آن کے  
خاب گاہ سنکل گی۔

\*  
خان دورال کے ہاتھ کا پند ہے تھے اور کبھی وہ اس  
کا غذ کو دیخنا تھا اور کبھی فریبی کو۔  
"وہی ہے تا" فریبی نے سوال کیا۔  
"سو فیصد و بی"

"اب اسے اپنے ہی ہاتھ سے آتشان میں ڈال دو۔  
اس کے بعد مزید گفتگو ہو گی"!  
خان دورال نے فوری طور پر اس کے مشورے پر عمل کیا  
تھا اور کچھ در خاموش رہنے کے بعد بولا تھا۔ اب میں اسے  
دیکھوں گا؟"  
"ہرگز نہیں۔ مجھے ہی دیکھنے دو۔ تم اب خوفزدگی اور  
تالیعداری کی اداکاری کرو گے۔ اس سے اٹھو گئی نہیں"!

"کیوں؟"  
"اگر وہ کان کے اس حصے سے کوئی نیا راستہ نہیں تو  
کامیاب ہو جاتا تو اس سے میں کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ البتہ  
پورا گاہ مزدور خاطرے میں پڑھاتا۔ خان دورال کی کیا حقیقت ہے؟

"اس سے بجٹ نہیں کریں گوں ہوں؟" خوفناک اٹھی کی  
آواز نے اس کی بخوبی میں دھمکی پیدا کی تھی۔

"کیوں آئے ہو؟ کیا چاہتے ہو؟" اس نے نذر بننے کی کوشش  
کی۔ خان دورال والا خط بھی بیٹھا۔

"ادہ۔ اب تو مجھ تجھ اس کی شامت آگئی ہے؟"

"اس دو ہم میں نہیں تاکہ میرا عشق خان دورال سے ہے۔ اس  
بیہمار سے کوئی نہیں تھا جو بخوبی طرح بخوبی رکھا ہے۔ نوجل سے باہر نکل  
گئا ہے اور نہ فون ہی پر کسی کو اپنی حالت زار سے آگاہ کر سکتے ہیں"۔

"بچر تم کون ہو؟"

"جن بڑی طاقت کے جاسوسوں کا گھولوں این کر رہے گئے ہو۔

اس کی خلاف ایک بڑی طاقت اور بھی ہے؟"

"وہ خطا اس بڑی طاقت کے لیے بھی کمال مفید ہو سکتا ہے"

"وہ۔ تم۔ میرے قبضے میں نہیں ہے"

"بچا اس سوت کرو۔ تم اتنے معصوم نہیں ہو کر قبل از وقت  
اسے کسی اور کے حوالے کر دو گے"

"لیکن کیا ہے؟"

"خطا نہنے کی ہٹورت میں نہیں مار داول گا۔ ناکام ہونے  
پر بھی کرتے کا عادی ہوں۔ ریا الود بے آزاد ہے"

"میرا کوئی پھر سے دارماں سے ہٹلے ہی تھا ری گدن دیوچ  
لے گا"

"وہ تینوں بے چارے ڈرائیک گروم میں بے ہوش  
پڑے ہیں"

"وشن۔ نہیں"

پندرہ بیرون دار بخوبی تھی اور کراہتا ہو گا بترے فرش پر  
آرہا تھا۔

"زندگی مزین بے تو خاطر میرے حوالے کر دو۔ میں خان  
دورال کا آدمی نہیں ہوں۔ مجھے علم ہے کہ وہ خطا میرے ہی ملک  
کے سفارت ہاتھ کے خفوس و اڑما رکھا گا خدا گی اسکا ہافان  
دورال کی کوئی اسی حد تک نہیں بتا سکتا"

وہ فرش پر چدے کی حالت میں پٹا کراہتا رہا۔  
"خطا میرے حوالے کر دو۔ دردناک دوسرا بخوبی کی پڑی  
کو روکے گی"

"نہیں" یہ دو چھکا کر سیدھا ہوا بولا۔ "اچھا۔ اپنی  
حکومت سے اس کا سودا کر ادا دو"

"بڑی گہری سازش ہے۔ میرے دوست ڈریڈی طریل  
سافنے لے کر بولا۔ اس میں ایک بڑی طاقت کا سرا غرسانی کا ادارہ  
بھی ملٹٹ معلوم ہوتا ہے"

"لیکن کرو۔ اسی لیے مجھے میرے شہری میں اٹھائے رکھنے  
کی کوشش کی ہی تھی اور اسے یہ زندگی دیا جا رہا تھا کہ منشات کی

مکھنگ کرنے والا کوئی ڈاگ روہ گھے اپنے راستے سے ہٹانا پاچا تھا  
ہے کیونکہ پچھے دو سال سے میں اٹھر پول کی مدد کے اڑیوں روپے  
مالیت کی منشات پر ڈاگ چکا ہوں ہیں"

"یکن کسی ملک کے سرافرستی کے ادارے کا بچر محل کے  
تعادن سے کوئی کام کرنا بھی میں نہیں آتا"

"دوسرے ممالک کے معاملات میں وہ حرام پیشہ لوگوں  
کے ذریعے بھی کام کرتا ہے یہ اس کی مخصوص منیک ہے"

"تو فخراب کیا ہو گا؟"

"اللہ کی ذات سے اچھی ہی امید رکھو۔ میں پیشہ ٹوپی کا گا"

"لیکن یہ دو نوں مہمان"

"یہ فکری کی نیشنڈ" فریبی ہاتھ رکھا کر بولا۔ "لیکن راتوں سے  
جاگ رہے ہو"

\*\*\*

وہ بے خبر سو رہا تھا۔ بڑی شاندار خواب گاہ تھی لیکن اس

رات وہ تھا سو رہا تھا جب سے اس معاملے کو شروع کیا تھا۔ اپنے

مقلقین کو تدبیحی اسی دہنوا کے لیے ایک ساٹھی شہر میں بھجوادیا

تھا۔ یوں کہ اس کے بھرپوں دنوں بڑی ایم میٹنگ، ہجوا کر قبیلیں  
جن میں شرکت کرنے والے زیادہ تر چپ کر کیا کرتے تھے اور

ان میں صدر قائم غیر ملکی بھی ہوتے تھے۔ ہر چال آجی کل پوزیشن یہ

تھی کروہ اپنے جملے میں تھا تھا۔ باہر تین پھرے دار المیڑرات بھر  
جا گئے رہتے تھے اور بھر اسے ذاتی طور پر کوئی خڑہ بھی نہیں تھا کہ

کوچین کی نیشنڈ سو سکھاتا ہیں شاید یہ خواب خوش کی آخری  
رات تھی۔ کس نے گریبان تھام کر اسے اٹھا رہا تھا۔ اسیں حربتے  
سے قبل ہی تیز قبض کی روشنی کا احساس ہو گیا۔ بوڑھا کر اسکی بھی بھوکن

دیں۔ کروہ پوری طرح روشن تھا حالانکہ سوتے سے قبل ملکی روشنی  
 والا بیبی جلا کر سو رہا تھا۔ سامنے ایک ڈرائی شکل والا قد آور آدمی  
کھڑا دکھان دیا جس کے ہاتھ میں اس کی مشکل سے بھی زیادہ خوفناک  
ریوں اور تھا۔

"مگ کون ہو؟" وہ خوفزدہ کی آواز میں بولا۔

ایسا حقیقی راستہ ہو گا کہ اس کا علم صرحد کے مخالفوں کو بھی نہیں ہو  
سکے گا"

خان دورال نے حیرت سے اٹھیں پھر اسی تھیں اور سر  
تھام کر پیٹھ گیا تھا۔

"پھر اس راستے سے جو کچھ بھی ہو گا اس کی تمام تر ذمہ داری  
تم کی پر عائد ہو گی"

خان دورال پچھہ بولا۔ اس کی پیشانی پر پسینے کی گوندیں  
چھوٹے ٹکلیں تھیں۔

"اٹھا تم مجھے اس دستاویز کے بارے میں تفصیل سے  
 بتاؤ جو اس کے قبضے میں ہے؟"

"کیا بتاؤں؟" خان دورال پیٹھ ایک بھروسہ میں بولا۔ "وہ

ایک خط ہے جو ایک سیاسی لیڈر کے نام لکھا گیا تھا۔ اس پیٹھ پر  
حکومت کی ایک پالسی کے خلاف اظہار تھا۔ اس کے مطابق اس کے ملکہ اور کچھ نہیں ہے"

"اب تو یہ کوئی تھیم بھی نہیں رہا جب کہ ہر جو دھکہ حکومت کی بیلہ  
ہی پھیلی حکومت کی مخالفت پر رکھی گئی ہے"

"میں بھٹاہوں ہوں" پھر کوئی بیک میل ہو رہے ہے ہو؟"

"وہ کاغذ جس پر خطا لکھا گیا تھا"

"کاغذ۔ کاغذ میں کیا ہے؟"

"والٹ مارک۔ جو ایک غیر ملکی سفارت خانے کے لیے  
محضوں ہے۔ میں نہیں جانتا وہ کاغذ میری اسٹیشنری میں کیسے

شامل ہو گیا تھا؟ جب کہ میں نے کبھی اس سفارت خانے میں قدم  
نکل نہیں رکھا"

"اوہ"

"اب تم خود ہی سوچو"

"اہ۔ تب تو تمہاری گردن چنس کتی ہے"

"ای۔ تب تو تمہاری گردن چیزیں کیے ہے؟"

"تمہیں یاد ہو گا کہ بھی حکومت نے میرے ظافت میں  
اکھڑا کرنے کی کوشش کی تھی۔ در محل خدا را کے الامیں بھی پھانٹا چاہا تھا  
میں لیکن کوئی ایسا ثبوت مانچنیں آیا تھا۔ میرا جمال پہنچی ہے کہ اسی درون  
وہ خطا اپنے نظریہ کے ہاتھ نکال ہو گا جسے اس نے کبھی پہنچو قبضے کے  
یہے دیا تھا۔ اور اب پہنچو قبضے کے نیچے کوئی ہو گیا؟"

"کاراس بلا بیو"

"اوہ" فریدی پھر گئی سے آ جیا۔

حید نے پریسی داستان میں اپنے آنے والے  
داقت کا ذکر کیا کاراس کا چہرہ صرف ہو گیا تھا لیکن وہ فاموشی  
سے مستعار ہے۔

حید چند لمحے فاموش رہ کر بولا۔ مجھے میر کا سارغ قریب  
مل سکا تھا لیکن میں نے کاراس بلا بیو پر نظر کھی تھی جب وہ بیہاں

آنے لگا تو میں بھی چل پڑا۔

"تو کاراس ہی نے مجھے شہر میں اچھا نے رکھنے کا شکش  
کی تھی۔ پرول کے ذریعے اسی نے شیلی فون بودھ میں دھماکا کرایا  
ہو گا اور پھر سیلوں اس کی راہ پر لگتے دیکھ کر اس کا خاتمہ بھی کر دیا ہے۔"

"بیہاں کیا ہو رہا ہے؟" حید نے سوال کیا۔  
"بیہاں تو سب کچھ ہو رہا ہے" فریدی نے کہا اور بیہاں  
کی کہانی دھرا شے لگا۔ میر اور سز فریڈ کو اپنے کے مرحلے پر  
پہنچ کر بولا۔ "جانتے ہو ہی فریڈ بوناڈ کون ہے؟"

"کون ہے؟"

"فریدی پیدا شرٹ میں نے اسے پہچان لیا ہے لیکن اب  
وہ بیپسیوں کی شکل میں نہیں ہے۔ دلارچی مونجیں صاف کرا  
دی ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ میں اس کے خواستے سے کاراس  
کو بھی اگر فارکر کر سکوں گا۔"

اس کے بعد وہ کہانی کا بقیہ حصہ نئے لگا تھا۔ جیسے ہی  
فاموش ہے۔ حید مضرط بانہ انداز میں بولا۔ بات کچھ میں نہیں  
آل۔ وہ دستاریز قبضے سے نکل جانے کے بعد بھی ڈبلیو خان  
اکڑ دکھار رہا ہے۔

"میں نے اسے باور کر دیا تھا کہ میرا تعلق دوسرا فریدی  
طاقت کے خارج کا بخاں کے شعبے سے ہے۔ لہذا وہ پہلے  
بھی کی طرح شیر ہو رہا ہے۔ اپنی دانست میں اب بھی خان دوراں پر  
حاوی ہے۔ سمجھتا ہے؟ اسے علم ہی نہیں ہے کہ دستار بیس اس کے  
قبضے سے نکل چکی ہے۔"

"بھر حال اب کیا ارادہ ہے؟"

"کاراس کو محل میں پہنچنے دو۔ پھر دیکھوں گا۔ تو یہ شاید  
علم نہ ہو کہ وہ ایک سپر کامی باہر ہے۔ اسی لیے آیا ہے کہ خودی  
کان کے اس حصے میں دوسرے نکاں کی مرحد تک مصنوعی درہ  
تشکیل دے گا۔"

"میں تو اس خبیث کی بڑیاں اڑا دینا چاہتا ہوں" حید

"اب بڑا شت سے باہر چھا جا رہا ہے"

"بیو جاؤ۔ دماغِ ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کرو۔"

"بہمان فانے میں بھر ہوئی جاتی رہی ہے اور انہیں لائے

کے لیے فریدی بھی کاڑیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ آخر تھوڑا انتظار

کیس بات کا ہے۔ اگر انہوں نے وہاں کوئی دراڑ بنا ہی لی تو فریدی

کہ کرنے کا کیا فائدہ؟"

"اس حد تک بات نہیں بڑھنے دوں گا۔ قم ملٹن روپ۔

فیصلہ اب بہمان فانے میں کتنا آدمی ہے؟"

"سات آدمی۔ فریڈ بہمان کا دلاس کی بیوی سمیت؟"

"وہ پانچوں بھی سفید فام ہیں؟"

"نہیں مسروت سے جا پان لگتے ہیں۔"

"غائب اماہرین کو اچھا کیا جا رہا ہے۔ میر سے کام لو۔ دو

اپنے مقصود میں کامیاب نہیں ہو چکیں گے۔"

"اب میں محل میں ان کی موجودگی بڑھا شت نہیں کر سکتے۔"

"فرعن کرو وہ دستادیز تھا رے اچھوڑنگی تو؟" فریدی کا

سرد پہنچے ہیں سوال کیا۔

خان دوراں نے جواب میں پچھہ کہنا چاہا تھا لیکن پھر

ہونٹ سختی سے پھنج گئے تھے۔ خود فریدی دیر لہذا اس نے آہستہ

سے کہا۔ مجھے اپنی بے صبری پر افسوس ہے۔"

"کیمپنیں حمید حباب... بہمان پہنچ گئے ہیں۔ ریڈی ٹیڈ

میک اپ میں۔ وہ ایک سیاہ قام آدمی کا تعاقب کرتے ہوئے

دنخٹہ فون کی گھنٹی بھی تھی اور فریدی نے خان کو رسیوور

اٹھا تھے کا اشارہ کیا تھا۔ کال ریسیر کرتے وقت اس کے چہرے

پر ناگواری کے اشارے پیدا ہوئے اور وہ صرف" ہاں ہاں۔ اور

اچھا اچھا۔ کہتا رہا پھر رسیور کریڈل پر رکھ کر دانت پسے تھے

اوکالا آدمی تناfonے میں۔"

"حمدکو بیہاں بیہاں اور تم کا لے آدمی پر نظر رکھو۔"

"بہت بہتر حباب۔"

وہ چلا گیا۔ فریدی کے چہرے پر گھرے نکھر کے آثار تھے

اس نے ڈبے سے سکار نکالا اور اس کا گوشہ توڑنے لگا۔

ٹھیک اسی وقت انٹر کوم سے خان کی آواز آئی۔ "ایک تم

چاک رہے ہو؟"

"ہاں۔ ابھی سونتے کا ارادہ بھی نہیں ہے۔"

"میں آنا چاہتا ہوں۔"

"آجاو۔"

فریدی نے سکار نکالا یا اچھا اور آرام گزی پر نیم دراڑ ہو

گیا تھا۔ خود فریدی دیر بعد زینے سے قدموں کی آہٹیں مٹانی دی تھی۔

خان دوراں بہت زیادہ غفتے میں نظر آیا۔

"کوئی نئی بات؟ فریدی نے یہ سے پتھرے ہوئے پوچھا۔

"کی ہم انہوں سے محابری گفتگو ہو گئی؟" دوسرا طرف

سے کہا گیا۔

"ہو گئی ہے لیکن جب تک میری امانت مجھے نہیں ملی

وہاں کوئی قدم بھی نہیں رکھے گا۔ خان دوراں نے کہا۔

"محابری امانت کام بہر جانے کے بعد تم تک پہنچے گی۔"

"میری کوئی کوئی بات نہیں مانی جائے گی؟" خان دوراں

نے اپنے لیے میں بے چاری پیدا کرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ تم فرید کو جو کہا جائے گا؟"

"قداد بکھر رہا ہے۔ خان دوراں نے فرید کی آواز میں

کہا تھا اور سالم منقطع ہوئے کی آواز میں کھود دیجی رسیور رکھ دیا

تھا اور پھر اس کی مٹھیاں سختی سے بچنچ گئی تھیں۔ آنکھیں سڑخ

ہو گئی تھیں۔ اس سامنے ہوتے ہیں جسے دوسرے بھی لٹھ کر کھا پڑا

کا فرلن رہ دے گا۔"



فریدی جزنک کر جڑا تھا۔ یہی کی آواز تھی۔ اس نے تھانے

کے تھے دریافت شدہ راست کو گھٹتے دیکھا۔ یہیک فوری کامیک

میریت خانے میں داخل ہجما تھا۔

"کیا غیر ہے؟"

"کیمپنیں حمید حباب... بہمان پہنچ گئے ہیں۔ ریڈی ٹیڈ

میک اپ میں۔ وہ ایک سیاہ قام آدمی کا تعاقب کرتے ہوئے

آئے ہیں۔ دونوں کا تام دشادیس ہے۔ کیمپنیں کھو گئے ہیں تھیں۔

اور کالا آدمی تناfonے میں۔"

"حمدکو بیہاں بیہاں اور تم کا لے آدمی پر نظر رکھو۔"

"بہت بہتر حباب۔"

وہ چلا گیا۔ فریدی کے چہرے پر گھرے نکھر کے آثار تھے

اس نے ڈبے سے سکار نکالا اور اس کا گوشہ توڑنے لگا۔

ٹھیک اسی وقت انٹر کوم سے خان کی آواز آئی۔ "ایک تم

چاک رہے ہو؟"

"ہاں۔ ابھی سونتے کا ارادہ بھی نہیں ہے۔"

"میں آنا چاہتا ہوں۔"

"آجاو۔"

فریدی نے سکار نکالا یا اچھا اور آرام گزی پر نیم دراڑ ہو

گیا تھا۔ خود فریدی دیر بعد زینے سے قدموں کی آہٹیں مٹانی دی تھی۔

خان دوراں بہت زیادہ غفتے میں نظر آیا۔

"کوئی نئی بات؟ فریدی نے یہ سے پتھرے ہوئے پوچھا۔

بس تو اس معاملے کو مجھ پر چھوڑ دو اور سہول کے مطابق

نہذگی پر کرتے رہو۔"

"اوہ۔ وہ بات تو رہی گئی۔"

"اگوں سی بات؟" فریدی سے غور کے دیکھتا ہوا بولا۔

"عین ملکی عورت سے نکھلے ہوئے کردی ہے۔ آج تھاری

عدم موجودگی میں اس نے مجھے ملے کی خواہیں ظاہر کی تھیں لیکن

میں نے مشغولیت کا پہاڑ کر دیا تھا۔"

"فرید اٹلیپ کردا اور دیکھو کرہ کیا کہا چاہتی ہے؟ اس کے

اے رکھو اپنے پاس۔ اس کے ذریعے تھاری گفتگو مجھک

پہنچتی رہے گی۔"

اس نے ایک چھوٹا سا ایک دلکش بیک خان دوراں کے

حوالے کیا تھا جسے پرہیز کرنا چاہتے تھے۔ خان دوراں

نے تھانے سے برا آمد ہو کر اپنے پرہیز کو طلب کیا تھا پھر

تھوڑی بھی بیک دیر لجور دو نریں بہمان دیوان خانے میں موجود تھے اور

جوہی خان دوراں سے کہہ رہی تھی۔ "آپ کو علم ہو گا کہ کان کے

شمال مغربی حصے میں کام ہونا ہے۔ میرے شوہر طرف فرید بیک براں

آپ ہی کے طلب کرنے پر بیہاں آئے ہیں۔ تاکہ اس کام میں

آپ کو مدد دے سکیں۔ آپ کان کے مگر ان سے ان کا تھار

بھیشیت مانیں ایکنہنہ کر کر بنتے ہیں۔ یہ اپنے تھات کام کرتے

والوں کا انتخاب خود کریں گے۔ اس میں آپ کے کسی افیکر کا دخل

نہیں ہوگا۔"

"میں سمجھ گی" خان دوراں نے آہستہ سے کہا۔

"آپ کو کسی ایجمن کا سامنہ نہیں کرنا پڑے گا۔ میر فرید

"اب شہری لے جانے کا کاراس کیوں نکل کر توڑی پیدا کر اور فریبک بجائے اکٹھی شخص کے دوام میں۔ میں اسے فراز کے الزام میں گرفتار کر رہا ہوں۔"

"میں شہری جانتا کیے کون ہے؟ کاراس کی آواز آئی۔"

"او خبیث کے پنج توجیہ نہیں جانتا۔ دفعہ توڑی پیدا کر رہا ہے۔"

"آج سے پہلے کبھی دکھانک نہیں یہ کاراس نہ کہا۔"

"چھڑا کے کمزورت نہیں۔" فریبی باختہ کر رہا۔

"اب تم سب تجھے اتراؤ۔"

"پانچ آدمی ماحتوں میں استین گنیں بیجا لے ٹرک پاگئے تھے اور ان کی گنیں کاڑیوں کی طرف اٹھنی ہوئی تھیں۔"

"تم مجھے میمور نہیں کر سکتے۔ ایڈ مفتریٹر پولہ۔"

"کسی بات پر جواب؟"

"میں تھے کبھی کہا ہے کہیں آپ کو مجھوں کو سکتا ہوں۔"

لیکن ان مجرموں کو ہذر ساختے جاؤں گا۔ کامے آدمی پر تو قتل کا الزام بھی ہے۔"

"مجھ پر یہ کاراس دھڑا۔" مجھ پر کس کے قتل کا الزام ہے؟"

"کیا ہے چاہے میرل میں یاد نہیں رہا؟"

"میں کسی میرل کو نہیں جانتا۔"

"او خیری و ہلم کو بھی۔ جانتے ہوئے؟"

"جیری و ہلم اسی بید ذات کا آدمی ہے۔ سو ہی مجھے ہوئی ہے۔"

ے گیا تھا۔ توڑی نے چیخ کر کہا۔

"او شیرہ بھی؟" فریبی نے سوال کیا۔

"مال سیز بھی۔ اس نے مجھے اس کے جزو سے تک پہنچایا تھا۔"

"سنور کل فریبی۔ ایڈ مفتریٹر نے کہا۔" مسارے آدمی

خان دوراں نے خود ہمیا کیے ہیں اور مجھے اس نے ساختے جا رہا تھا کہ نبی کھدا کا افتتاح میرے ماحتوں سے کرائے۔"

"آپ خدا نخواہ پرشان ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں کا حق تھا۔ آپ کے ہے اور نہ خان دوراں سے۔" براہ راست حکومت

کے خرم ہیں۔ اسے جرم کو حکومت اطمینان کا سامنہ لے گی۔ میں

ان کا تعاقب کرتا ہوا پہاڑاں کا آیا ہوں۔"

"تم نے غداری کے کس ثبوت کا ذکر کیا تھا جسے خان دوراں نے نذر آلس رہا؟"

"اڑا کھالا دیا اور جیسے ہی وہ قرب پہنچا ایڈ مفتریٹر کی آنکھیں سبھت سے پھیل گئیں۔"

"لگا۔ بڑی فریبی۔"

"جناب۔ توڑی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا اسکا لہا۔"

"اٹ لکھیت دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ مگر کیا کروں کہ آپ کی کالا ہیں ایک جرم بیٹھا ہوا ہے۔"

"م۔ جرم۔ کون جرم؟"

"اگلی سیست پر بیٹھا ہوا ہے جس نام سے یہاں آیا ہے۔"

وہ اس کا اصلی نام نہیں ہے۔ پاپیورت پر کوئی اور نام درج ہے۔

توڑی نے کہا اور پھر بلند آواز میں بولہ۔ "توڑی کا راس اپنی جگہ سے

حرکت بھی نہ کرنا۔ بھلی ہو جاؤ گے۔ کہیں استین گنوں نے کاڑیوں کو کنار کر کھا ہے۔"

بدستور ستانیا چھایا رہا۔

"ہاں تو جناب۔ براہ کرم اس سے کہیے کہ وہ کاڑی سے اڑا جائے۔"

"میں سمجھ رکھتا ہی ایڈ مفتریٹر۔ خان دوراں کی طرف مُرد کر

بولا۔" آپ دیکھنے ہے کہ میں عذق ہونے سے کوئی بچا نہیں ہے۔"

خان دوراں کا اٹا ہاتھ ایڈ مفتریٹر کے مٹ پر پڑا تھا اور پھر دوسری سیست پر ہی کھم لگھا ہو گئے تھے۔ توڑی بیڈ سڑاک اس کی

پیٹ سے جاؤ۔"

"تم بس یہ بھی سمجھے رہوت ڈرائیور نے انکھیں میں کہا۔"

"توڑی بیڈ سڑاک اسے اندراز میں پلیس چھپکاتا ہوا پھر

ڈیش بورڈ کی طرف فرمایا۔

"اگر آپ لوگ سچے اٹرکر زور آزمائیں تو اس سے پیکک کا لطف دیا ہو جائے گا۔"

"یہ سخن غدار ہے۔" ایڈ مفتریٹر خان دوراں سے گھٹا ہوا جلا یا۔

"مجھے علم ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اپنی غداری کا

ثبوت اپنے بھی ماحتوں نہ بآتش بھی کر جھکا ہے درہ اس طرح

آپ کے ہوئے مبارک پر باختہ جھاڑ دیتا۔

"کرنل فریبی۔" دفعہ کا راس بلا بیوی دہڑاں دی دی۔

"یہ سب کیا ہوا ہے؟ ایک شریعت آدمی ہیں اپنی جواہرات کی کان دھانے لے جا رہا تھا۔"

"یادگار دن کے کہتے ہیں؟"

"تم ہی و مناحت کرو گے۔"

"جب چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا؟ خان دوراں کرا

کر بولہ۔

"کیا مطلب ہے؟"

"پوشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اپنی ذہنی کیفیت کا

تجزیہ کر رہا تھا۔"

"تم خدا نخواہ نہیں ہو رہے ہو۔" ایڈ مفتریٹر بنس کر

بولا۔" تمہارے لیے کان کا وہ حجت قطعی ہے کہا ہے۔"

"لیکن تم اس سے کیا حاصل کرو گے؟ کیا یہ فریلکی مہریں

مکہیں خیراتی اولاد کے تھے ہیں؟"

"اپنے کام سے کام رکھو۔" ایڈ مفتریٹر کا مود خراب ہو گیا۔

ان کی کاڑی میزوں کاڑیوں کے آگے چل رہی تھی۔ اچانک

سامنے ہی ایک کاڑی اور نظر آئی جو اس طرح ترجیح کھوئی کی تھی۔

تھی کہ یہ تسلی ہی پہاڑی میزوں کے ترجمبندی ہو رہی تھی۔

ڈرائیور ہارن پر ہارن دینے لگا۔ مساتھی اس نے کاڑی کی رفتار

بھی کر دی تھی۔ سڑک کی ایک جناب اور پنج چنانچہ تھیں۔

اور دوسری جانب نہ ہمارا ڈھلان۔

"یہ کون ہے ہو گدہ ہے؟" ایڈ مفتریٹر غرایا۔

"غزنی بڑہ اب مختلف قسم کے ہے ہو گدہوں ای کی

آما جکاہ بن کرہ گیا ہے۔ تم خود کو کیا سمجھتے ہو؟"

"ہوشیں ہو رہا ہیں؟"

"مجھ سے اس لمحے میں غلکو کر لے تو توڑی کی مار مار کر

ٹھوٹی رہتا ہے۔" ایڈ مفتریٹر نے مرد لمحے میں کہا۔

"حالانکہ اس خطیں بھی بھی نہیں ہے۔" خان دوراں نے کہا۔

"تو پھر کیوں اس موتکا پلے آئے ہو؟" ایڈ مفتریٹر نے

ٹھوڑے لمحے میں کہا۔

نے غسلے لیجے میں کہا۔

"تمہیں سلم کو تھا نہیں چھوڑنا چاہئے تھا۔ اسی صورت میں جیسے کہ ریٹا بھی دہیں موجود ہے۔"

"پر ران شفقت" یہ حمید محتشمی سانی نے کہا۔ آپ

یکوں بھگول جاتے ہیں کہ اپنے بھی ملکے کے ایک ذمے وال افسر ہے۔ دیسی کو ملکے کی حوالات میں دے آیا ہو۔"

"اس اسیج پا اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔

تم نے عقلمندی کا ثبوت دیا ہے؟"

دوسرے دن کان کے اس جھٹے میں بھی کان کی کے افتتاح کی تھی تھی سے شروع ہی سے بیکار تصور کیا جاتا تھا۔

اور یہ افتتاح ایڈ مفتریٹر کے ماحتوں ہونا قرار پایا تھا۔ کاڑیاں

کان کی طرف روانہ ہوئی تھیں۔ ایڈ مفتریٹر کاڑی میزوں

میزوں میں مطلع صاف تھا۔ جملی و مصوب پہاڑوں پر بھری تھی۔

خان دوراں پاریاں کاڑیوں سے ایڈ مفتریٹر کو کو دیکھنے کا تھا۔

مکہی۔ دفعہ اس نے کہا۔" ایڈ مفتریٹر سے ہوا کہ دوڑوں

"ایجی نہیں۔"

"کیوں؟"

"جب تک کہ کام شروع نہ ہو جائے۔ تھیں اس سلسلے میں

ٹھوٹی رہتا ہے۔" ایڈ مفتریٹر نے مرد لمحے میں کہا۔

"تو پھر کیوں اس موتکا پلے آئے ہو؟" ایڈ مفتریٹر نے

ٹھوڑے لمحے میں کہا۔

"جب میرے قلاط اکڑا رہی ہوئی تھی اس کو تم نے

ٹھوٹی رہنے کا تھا۔"

"اسی دن کے لیے پھر کھا تھا۔" ایڈ مفتریٹر نے طنزی

لمحے میں کہا۔

"یادگار دن ہے۔"

خان دوراں کے لمحے نے ایڈ مفتریٹر کو چونکے پر بھر

کر دیا تھا۔

"میں نہیں سمجھاتم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

کاراس کا بیان اتحاد گھر جھوٹ میں دفن ہو چکا تھا۔ رضا قورمی  
پیدا ہوا اور جو ایسا کاراس کے ان دوسرے ملازمین سیاست میں حرمت  
میں تھے جنہوں نے خان دروال کے معاملے میں کاراس کا ہاتھ ہسا�ا  
تھا۔ جو لیا نے عدالت میں اعتراف کیا کہ وہ کاراس کی داشتہ بھی۔

الیکٹریشن کے پارے میں بچھوں ہیں جیسا کہ کاراں بیلا بوجو مردی کی پچھے  
کیوں کرا رہا تھا پارٹیا اور گورنی ہائی سٹریٹ یونیورسٹی کیوں آئے تھے؟  
فرمادی نے اپنی رپورٹ میں یہی خیال ظاہر کیا تھا کہ کاراں بیلا بوجو  
صاری گوئیا میں مشیات کی خیرقا نظری تجارت کرنے والے گروہ کا مقامی  
نشانہ تھا اور گروہ کے سرپاہ نے اے چھلی حمزہ مسعود کا دل لیتے  
پر صادر کیا تھا۔ خان دراللہ کے معاملے کا اس کی رپورٹ میں کوئی  
حوالہ نہیں تھا۔ سیزر اور حیری وہلم بھی پورے گئے تھے۔ سیزر نے  
تینا یا کہ اس نے کاراں بی کی ہدایت پر یورڈ کو قتل کرایا تھا۔ لیکن  
قتل کا سبب اس کے علم میں نہیں تھا۔ رہیا نے اپنے بیگ کے  
استرسیں آرہ تھیں کی موجودگی سے لا ملکی ظاہر کرتے مجنو نے بتایا کہ  
وہ بیگ اس کے لیے گروہ ہی کے ایک آدمی نے فراہم کیا تھا۔ پھر  
سے اگر کے ماں نہیں بتائے

"لیکن آخر اس بیان میں ایڈنٹیفیر کیا ہوا کہا ہے؟" حسید نے فریبگی سے سوال کیا۔

"وہ محکمے کی کڑی نگرانی میں رہے گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ایک جڑی طاقت کا اکٹھا ہے۔ اگر میں اس مرحلے پر اس پر ہاتھ ڈال دیتا تو خان درواز کو بھی ناگزدہ کتنا ہے کہ ترا ملی۔ تمہیں شاید علم نہ ہو کہ وہ مرحوم لیڈر حسپ کے نام خان درواز نے خط لکھا تھا۔ ایڈنٹیفیر کے قبیلہ احمد بن والیم سے تھا۔"

لیکن سوال تو یہ ہے کہ عزیز ملکی سفارت خلائق کا واڑ مار کر  
سادہ کاغذ خان دوڑاں کی اسٹیشنری میں کیسے چاپ ہے؟

”ہو سکتی ہے کہ ائمہ نزدیکی میں تھے یہ حرکت بھی کیا ہے۔“ اسی  
نے کاغذ بھی خان دواری کی لاعلمی میں اس تک پہنچایا۔



بھرتا تھا۔ جس نے درخت کے تین پر اپنا غصہ آثارت کا شکر  
کر لیا ہے۔ فردی سی کی گرفت میں اس کی پائیں ٹانگ آجی تھی اور وہ  
کے ذمہ میں سے ٹکھاڑ دینے کی کوشش کر رہا تھا لیکن الحداختر سو  
ہونے لگا جیسے کسی بوجے کے شوت پر زور آزماں کر رہا ہے۔ پچھے  
یک بیک اس نے ٹانگ پر گفت و گھل کر کے داہنی شاندی  
کی ٹانگ پر مارا۔ کریمہ سی آواز اس کے حلیے تکلی بھی اور وہ پائی  
چاند چھک کی تھا۔ لیس اتنا بھی کافی تھا فردی سی کے لئے بھر تو اس

نے اس کی ناک ہی کو تار گھٹ بنا لیا۔ ناک پر دوسرا صوبہ پڑتے ہی وہ  
پھر دوبارہ اور فریدی کے اوپر سے مچسل کر ایک فٹ کے قابلے پر  
چاپ رکھا۔ دوبارہ امتحانے کی کوشش کر رہا تھا کہ فریدی نے زین پر  
دوںوں ہاتھ پر کرناک ہی پہاپک لات بھی رسید کر دی۔ اس  
صوبہ نے اکھاڑ دیا پھر بھی اس نے سڑک کے کنارے  
مک جائے کی کوشش کی تھی لیکن پھر نہ سنبھل سکا۔ نشیب میں گواہ کا  
جیلا گیا۔ فریدی اس کے بیچھے دوڑا رکھا اور پھر اگر تین گز کے قابلے  
ہی پر اچانک ڈرک نہ چاہتا تو خود بھی کار اس ہی کے بیچھے سیکھا دو  
نکلی گہرائی میں چاپ رکھتا ہوتا۔ کار اس کی آخری صحیح پڑائی دہشتناک  
تھی۔ اس طرف دھلان میں وہ کھڑ سڑک پر سے نہیں نظر آیا تھا۔

فریبی کی جہاں تھا۔ وہیں بیٹھ گیا۔ اپنے ذہن پر اچانک چھوٹے دل کے خبر سے لڑتا رہا۔ ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اب اس پر بھی خشی طاری ہو چکئے گی۔ بدقت تمام اس نے اس کیفیت پر قابو پایا تھا۔ دھلان میں اُتر جائے والے اور پر آرے سے بھتے۔ فربی آہستہ مہستہ کھکھتے ہوئے اسکی پیلی سی گہری دراڑ کی طرف پڑھا جس میں گر کر کاراس بلل بو غائب ہوا تھا۔ اس کی گہراں تاریخ میں ہونی تھی۔ دراڑ زیادہ چھڑی نہیں تھی۔ ایک بھی جست

یک فریبی دوسری طرف سنج سکھا تھا۔  
”کیا سُجرا؟“ اس نے حمید کی آواز سنی اور مٹکر دیکھنے لگا۔

"یادت جہاں لختی ۔ وہیں رہ گئی ۔" فریضیہ کی نے دراڑ کی طرف اشارہ رہ گیا ۔

”پچیے اچھے۔ ابھی محل میں وہ عکورت موجود ہے۔“ حمید  
ستگھا۔

”بھارے روائے ہوتے ہی حوصلہ میں لے لی گئی ہوگی۔“

دریے احتشام والوں  
والپی کے سفر میں مجب فاروش تھے۔

ایپی میٹر شرکوہ نے دیاگی بھٹا کیسے نکر امی کے چال کے مطابق  
کس قسم کا کارروائی خالد و موال کے بھٹا رہا ہے

”ایک دوڑھار کھڑا دستا دنیا می خسے میرے حوالے کرنے سے قبل آپ قے بہت سی بائیکیں کی جیسے جیسے ایک پل پر لیکار دلہ ہو۔ لہذا اخبار کی جان کی حفاظت بھی میرا فرضی ہے ۔“ فرمی محفوظ کرتا رہا عطا۔

"وہ کیسے؟" آنے والے سڑکی آوازِ علیٰ میں پچھنئے لگی تھی۔  
"بلل سب سب کی تھا۔" اپنے میرے بڑے دل دال دی۔  
"میں نے کہا تھا کہ تم سب کا دل جوں سے اُمراً وہ" قریبی  
تھے اور بھی آواز میں کہا۔

اپنے میں تورنی پرلا۔ ” اپنے آدمی مجھے اجازت دو  
کہ میں کام راس کیا جو کی مرمت کر دالا۔ اس کے بعد پہلے مجھے  
فریبی ان میں شامل تھیں عقیدے اس کے انداز سے سمجھوں  
یہی سچا لمحہ کو حصے دوں گے انہیں اکار مانو۔ لگا دل

”اس کی مرمت تو میں بھی کرتا جاہتا ہوں۔“ ڈرائیور بولا  
اور ڈرائیور کمپنی حمید کے علاوہ اور کوئی تھیں ہو سکتا تھا جسیں  
کی ناک کی نڑک اور پاٹھی ہوئی اور داشت دکھانی دے سے رہ جاتے تھے  
کوئی ناک بکرنے کے لیے رنگت ہوا نڑک کے پاریں کنارے کی طرف

بڑھتے رکاوہ سب ڈھلان میں ڈوبے چاہرے ہے تھے۔ کاراس کے  
ترین گن دانتے ہاتھ سے پکڑا رکھی تھی۔ شاید ڈھلان میں دور ٹرتے  
کہیں تھیں اس کی احیانت دے ڈو رکھا۔

وہ سب اپنے ہاتھ اور پر ہاتھ سے گاڑیوں سے اتر آئے تھے ان بیک خان دو رال کے تیوں آدمی شامل تھے۔ ایک مزدوجاً کوچھی اُتر تاپڑا۔ وہ خان دو رال کو ٹھوڑے چار بار باتھا۔  
”اب چھکڑیاں لگائی جائیں“ فرمیدی نے کہا۔  
”تم الیافیں کر سکتے“ ایک بڑا بزرگ درس سے چیخا۔

”آپ ان لوگوں سے شامل نہیں ہیں۔“

”اُسی لیے میں نے صرف ان بھروسی کی بات کی تھی جن  
تفاق پرستہ ہوا یہاں پہنچا گھول ۔“

اچھا تھا۔ سور پر پا ہو کیا۔ اپنے پیچے بھی سنائی دی جسی۔۔۔  
کار را سے کے پنجکروڑی لگال چار بھی تھی۔ اُس نے ڈائج دے کر  
بیٹے اُدمی سے میشیں گن جھپین لی تھی اور چلانگ فار کر قریبی گاڑی  
اصولِ بخشیدی سمجھتے ہیں کہ تا تھوس بھولی۔ اس ایسا ہی معلوم گھر

وہ اپنے بھر جا جھا  
ورم سب ڈھلان میں اترتے چلے جاؤ ورنہ ایک کو  
ختا چیسے کوئی پہاڑ اکرایا ہو۔ پہلے ہی کہ میں وہ فریدی پر پوری  
ٹرح چھا گیا۔ زخمی ہو گئے والے ہاتھ میں بھی قوت کا وسی عالم

لے رہا تھا۔ وہ کاروں کا نام وہ کاریں اس سے رہا۔  
مگر جو دوسرے سے اختوں میں ہو سکتا۔ اس کے قریب پڑے ہوئے  
رلوالوں کی طرف بھی توجہ نہ دی۔ شاید اسیں گئی بھی ذہن کے  
زکر نہ رہی۔ وہ تم سر کسم بننے کے لئے کافر، مصلح